LIFE OF DR. JUDSON.

# ڈاکٹر جڈسن صاحب کی سرگذشت

مؤلفہ

پادری جے جے لوکس صاحب

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی - لاہور

امریکن مشن پریس لودیانہ ایم - وائلی مینجر

سنہ ۱۸۹۴ء

دفعہ دوم
جلد (۱۰۰۰)

# فہرست کتب

مفصلہ ذیل کتابیں پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کے کتب خانہ واقع انارکلی لاہور سے مقررہ قیمت پر مل سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ایک قسم کی مذہبی کتابیں اور کتب مقدسہ مختلف زبانوں میں فروخت کے لئے موجود رہتی ہیں۔ درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری کے نام آنی چاہئیں +

## کتب مذہبی

آئینہ دل باتصویر سادہ .. .. .. .. .. ۴/

ایضاً باتصویر رنگین .. .. .. .. .. .. عہ ۴/

اگسٹین کے اقرارات .. .. .. .. .. ۱۲/

عین الحیات .. .. .. .. .. .. ۴/و۸/

القاب مسیحی .. .. .. .. .. .. ۲/ مجلد ۶/

عقاید و فرائض مسیحی .. .. .. .. .. ۲/

اشرف المخلوقات .. .. .. .. .. .. یک پائی

بیگناہی مسیح .. .. .. .. .. .. ۱/

بیان فارقلیط .. .. .. .. .. .. ۔/

بلاہٹ الٰہی .. .. .. .. .. .. ۰/

برج مستحکم .. .. .. .. .. .. ۵/

دل کی تبدیل .. .. .. .. .. .. ۲/

چشمہ حیات کی شاخیں ۱۲ حصہ .. .. .. ۱۲/

فی حصہ .. .. .. .. .. .. .. ۱/

دین حق کی تحقیق .. .. .. .. .. .. ۳/

گنجینہ لازوال .. .. .. .. .. .. ۱/

انسان کیا ہے .. .. .. .. .. .. یک پائی

عیسیٰ کی سیرت .. .. .. .. .. .. ۰/

جہان کا نور .. .. .. .. .. .. ۔/

کاشف جرم آدم .. .. .. .. .. .. ۔/

خطوط بنام جوانان ہند .. .. .. .. .. ۴/

من آنا ۔ الوہیت مسیح .. .. .. .. .. ۔/

مسیح ابن اللہ .. .. .. .. .. .. ۲/

مسیحی کمالیت کا بیان .. .. .. .. .. ۔/

مسیحی مسافر کا حال .. .. بیجلد ۱۲/ و مجلد عہ

ایضاً .. .. تصاویر سادہ عہ ۴/ و تصاویر رنگین عہ

کتاب مسمی بہ

# ڈاکٹر جڈسن صاحب کی سرگذشت

---

سنہ ۱۸۹۴ء

دفعہ دوم

جلد ۱۰۰۰

# فہرست


| نمبر صفحہ | نام باب | نمبر صفحہ | نام باب |
|---|---|---|---|
| ۳ | باب پہلا<br>جڈسن صاحب کے لڑکپن اور جوانی کے حالات میں | ۱۰ | باب دوسرا<br>غیر قوموں میں منادی کرنیکے لئے مقرر ہو کے جانے میں |
| ۱۷ | باب تیسرا<br>رنگون میں پہنچنے اور برہما کی زبان سیکھنے میں | ۳۱ | باب چوتھا<br>جڈسن صاحب کے سفر و کوشش کے پہلے پھل کے بیان میں |
| ۳۹ | باب پانچواں<br>معہ اپنے ہمراہیوں کے رنگون سے شہر آوا کے جانے میں | ۴۷ | باب چھٹواں<br>دوبارہ رنگون سے شہر آوا کے جانے میں |
| ۵۵ | باب ساتواں<br>جڈسن صاحب اور دوسرے انگریزوں کا شہر آوا میں قید ہو جانا | ۶۲ | باب آٹھواں<br>قید خانہ میں جڈسن صاحب کا تکلیف اٹھانا |
| ۷۱ | باب نواں<br>جڈسن صاحب کی میم صاحبہ کے گذر جانے میں | ۸۰ | باب دسواں<br>قوم کارن کے حالات میں جو نواح برہما میں رہتی ہیں |
| ۹۱ | باب گیارھواں<br>جڈسن صاحب کی دوسری میم کے گذر جانے میں | ۹۶ | باب بارھواں<br>جڈسن صاحب کا برہما سے امریکہ جانا |
| ۱۰۳ | باب تیرھواں<br>صاحب موصوف کی موت کے بیان میں | | |

# ڈاکٹر جڈسن صاحب کی سرگذشت

## مولفۂ پادری جے جے لوکس صاحب

---

# دیباچہ

ڈاکٹر ادونیرم جڈسن صاحب کی واقعات و سرگذشت

جس نے ملک برہما میں جاکر انجیل کی منادی کی

واضح ہو کہ جڈسن صاحب کے واقعات کو کئی مصنفوں نے زبان انگریزی میں لکھا خصوصاً ڈاکٹر ویلینڈ صاحب نے نہایت تحقیق کے ساتھ لکھا سو اُنہیں کی تحریر کا خلاصہ اِس خیر خواہ ہندوستان نے دینی بھائیوں کے فائدہ کے لئے اردو زبان میں لکھا تاکہ لوگوں کو اُس کے پڑھنے اور سُننے سے خدا کی راہ میں اپنی جان اور مال خرچ کرنے کا شوق و حوصلہ ہو ✣

مخفی نرہے کہ اِس رسالہ میں جہاں کہیں جڈسن صاحب کے خط و روزنامچہ کا ذکر آیا اُسکا ترجمہ لفظ بلفظ نہیں ہوا صرف خلاصہ مطلب لکھا گیا تاکہ طول نہو ✣

# ڈاکٹر جڈسن صاحب کی سرگذشت

## پہلا باب

### جڈسن صاحب کے لڑکپن و جوانی کے حالات میں

وہ ۱۷۸۸ء کو امریکہ کے مسچوستس ضلع میں پیدا ہوا۔ اُس کا باپ اپنی بستی کے گرجا کا پاسبان تھا جس کے چار بیٹے تھے۔ سب سے بڑا جڈسن جس میں تیزی اور ذہانت کے آثار بچپن ہی سے پائے جاتے تھے۔ چنانچہ تین برس کی عمر سے اُس کی ماں نے اُس کو پڑھانا شروع کیا۔ چونکہ اُنہیں دنوں میں اُس کا شوہر کہیں کو سفر کر گیا سو اُس نے اُس کے دل خوش کرنے کو جڈسن کی تعلیم میں بہت کوشش کی۔ پس ایک تو وہ خود ذہین اور تیز فہم تھا دوسرے اُس کی ماں نے شفقت سے پڑھایا۔ اپنے باپ کے سفر سے واپس آنے تک میں انجیل پڑھنے لگا۔

ذکر کرتے ہیں کہ وہ چار برس کی عمر میں اکثر اپنے محلّہ کے لڑکوں کو جمع کر کے اُن کے سامنے وعظ اور دعا کی عبارت نہایت سرگرمی سے پڑھتا۔ اُس کے ماں

باپ کا بیان ہے کہ وہ لڑکوں کے درمیان وعظ کرتے وقت یہہ گیت پڑھا کرتا تھا۔

خداوند کا یہہ ہے فرمان — انجیل سُناؤ سب جہان
ایمان جو لاوے بچیگا — نہ لاوے سزا پاویگا
انجیل کی جو گواہی دو — اور میرا حال بیان کرو
تب اپنی قدرت کا میں ہاتھ — دکھاؤں گا تمہارے ساتھ
بیماروں کو آرام تم دو — جلاؤ بھی تم مُردوں کو
اور دیوؤں کو نکالئے — نہ ڈرو تم مخالف سے
سب اختیار ہے میرے ہاتھ — نِت رہونگا تمہارے ساتھ
میں تم پر رکھونگا نگاہ — اور تم کو دُونگا نِت پناہ
جب کہا یہہ خداوند نے — آسمان کو اُٹھا شوکت سے
اور شاگرد جا کے ہر مقام — انجیل کا دیتے تھے پیغام

اور سات برس کی عمر میں زمین کا سورج کے گرد پھرنا اور اُس کا اپنی جگہہ پر قائم رہنا سُنکر اُس کی تحقیق کی فکر میں ہوا۔ ہر چند کہ اِس سوال کا جواب اُسے اپنے ماں باپ سے مل سکتا پر یہہ بات اُس کی عادت میں داخل تھی کہ کسی مشکل بات کو جب تک اپنے فکر و غور سے حل کر سکتا دوسرے سے نہ پوچھتا۔ آخر کو ایک روز پیٹھ کے بل زمین پر لیٹا اور اپنی ٹوپی میں ایک چھوٹا سا سوراخ کیا اور اُس سوراخ کی راہ سے سورج کی طرف بڑے غور سے دیکھا۔ جب اُس کی کیفیت سے واقف ہوا تو اپنی چھوٹی بہن سے کہا کہ میں نے سورج کی حقیقت کو حل کر لیا۔ پر اُس کے حل کرنے کی مشکل نہ بتلائی

کہ اِس طور سے یہہ بات حل ہوئی ✣

وہ اپنے ہم عمر اور ہم سبقوں میں چیستان اور پہیلی بوجھنے اور معمّے پیچدار باتوں کے حل کرنے میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔ ایک روز اخبار میں ایک معمّا لکھا دیکھا اور فکر سے اُسے حل کر کے نہایت خوشخطی سے اُس کا جواب لکھ کر ڈاک کے وسیلہ سے مہتمم اخبار کے پاس روانہ کیا۔ ڈاک منشی اُس کا خط پہچانتا تھا اُس لفافہ کو اُس کا کوئی کھیل سمجھکر اُس کے باپ پاس بھیجدیا کہ دیکھئے یہہ آپ کے پیارے فرزند کا کھیل ہے۔ اُس کے باپ نے رات کو وہ لفافہ اُسے دیکر کہا کہ دیکھو تو کیا یہہ تمہارا خط ہے اُس نے کہا کہ ہاں تب اُس کے باپ نے وہ خط اُس سے پڑھوایا اور اخبار کو منگوا کر اُس کے سوال اور اِس کے جواب کو ملایا بہت ہی صحیح اور دُرست پایا اور بہت خوش ہوا۔ پھر ایک کتاب علم حساب کی دی اور کہا اوامزم تم بڑے تیز فہم ہو مجھے امید ہے کہ بڑے آدمی ہو جاؤ گے ✣

دس برس کی عمر سے پیشتر وہ علم حساب اور مشکل باتوں کے حل کرنے میں بڑا مشّاق ہو گیا۔ چنانچہ ایک دن ایک شخص نے اُس سے کوئی مشکل حساب پوچھا اور اُس کے ٹھیک جواب دینے کی شرط پر دو روپیہ انعام کا وعدہ کیا اور وہ سب سے الگ ایک کوٹھری میں دروازہ بند کر کے جا بیٹھا اور جب تک کہ اپنی طبیعت سے اُس کا جواب پیدا نہ کیا اُسے چین نہ آیا۔ آخر دیر تک فکر و غور کر کے جیسا جواب چاہئے تھا دیا ✣

وہ یونانی زبان کی واقفیت میں اپنے سارے ہم سبقوں پر سبقت لیگیا۔ اور مدرسہ کے لڑکے اُس کی تیز فہمی کی تعریف کرتے۔ اُس نے درسی کتابیں پڑھیں اور

چونکہ اُن دنوں تک لڑکوں کے پڑھنے کے لایق خاص کتابیں نہ تھیں اِس سبب سے اکثر بھاری کتابیں علم الہٰی وغیرہ کی جو اُس کے باپ کے کتب خانہ میں تھیں پڑھیں۔ اُن کے سوا قصّہ کہانی کی کتابیں جو پائیں پڑھیں وہ ہر کام میں بہت ہی مستعد اور دلیر نکلا اور کھیل اور تماشا کی چیزوں کی بہ نسبت کتابوں کو بہت دوست رکھتا +

جب بارہ برس کا ہوا تو ایک دن اپنے گھر میں کسی شخص سے مکاشفات کی ایک نئی تفسیر کی تعریف سُنی تو اُس کے پڑھنے کا مشتاق ہوا اِس لئے کہ بیبل کی اَور کتابوں کی بہ نسبت مکاشفات کے پڑھنے سے بہت خوش تھا اور اپنے باپ کے کتب خانہ کی کتابوں کی تفسیروں کے پڑھنے سے مکاشفات کے بھیدوں کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ سو وہ تفسیر ایک بڑے بے مروت شخص کے پاس تھی۔ اُس سے مانگی تو اُس نے ایسی بے مروتی سے جواب دیا کہ اُس کو نہایت رنج اور شرمندگی ہوئی۔ چنانچہ اُس کی شکایت اپنے باپ سے کی۔ اُس کے باپ نے بہت سی کتابیں خرید کر دینے کے وعدہ سے اُس کی دلجمعی کی اور اپنے وعدہ کی کتابیں خرید لا کے اُس کے دل کو خوش کیا +

اور جب چودہ برس کا ہوا تو ایکبار ایسا بیمار پڑا کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ اور جو اُسوقت تک علم کی تحصیل میں مشغول رہنے سے اپنی اصلی حالت پر غور کرنے کی فرصت نہ پائی تھی۔ اِس لئے اب اُسے آیندہ کے لئے اپنے کاموں پر غور کرنے کا خیال ہوا کہ مجھے اپنے وقتوں کو کس کس کام مین صرف کرنا چاہیئے پہلے اُسے خیال تھا کہ میں بڑا ناظم و شاعر ہوں۔ اور یہہ سمجھتا کہ میں بڑا فصیح گو اور حاکم ہوُنگا۔ اور اُن کاموں میں اپنے تئیں سب سے بڑھکر سمجھتا۔ پھر اِس سوچ سے کہ اگر میں سب کچھ

حاصل کروں تو کیا فائدہ ہوگا وہ سارے خیال تلخ ہو گئے۔ اُس نے جانا کہ یہہ دنیاوی عزت چندروزہ ہی نہ ہمیشہ کی۔ کیونکہ جتنے بڑے عزت دار ہوئے اور جن کی بڑی بڑی تعریفیں ہوئیں وے سب آخر کو خاک میں مل گئے +

اور ایک دن اُس کے دل میں یہہ خیال بھی آیا کہ وہ جو خدا کو خوش کرنے اور آدمیوں کی بھلائی کے لئے محنت کرتا ہی اُس سے بڑا ہی جو فانی چیزوں کی تلاش میں لگا رہتا ہی۔ اور جب سوچا کہ اگر میں حقیقی عیسائی ہو جاؤں اور اُس کے حکموں پر عمل کروں تو مجھے دنیاوی عزت اور بزرگی کی تدبیریں چھوڑنی پڑیں گی تو گھبرایا۔ کیونکہ اُس کے دل میں خیال تھا کہ میں بڑا آدمی ہونگا۔ اور اُس کے باپ نے بھی کہا تھا کہ او امزم تم کبھی نہ کبھی بڑے آدمی ہوگے۔ اِس سے اُسے اور بھی امید قوی بڑے آدمی ہو جانے کی تھی +

اور جب سولہ برس کا ہوا تو بڑے مدرسہ میں جاکر علم کی تحصیل میں خوب محنت کی۔ چونکہ اُسے ہر علم و ہنر میں اپنے ہم سبقوں پر سبقت لیجانیکا نہایت شوق و حوصلہ تھا اِس لئے پڑھنے لکھنے کی محنت سے ایک دم چین و آرام نہ لیا۔ اُس کا ایک ہم سبق اُس کی تیز فہمی کا ذکر یُوں کرتا ہی کہ مجھے یاد نہیں کہ جڈسن نے کبھی اپنا سبق رُک رُک کے سُنایا ہو۔ اور اُس کے ہم سبقوں میں ایک اَور بھی بڑا ذہین اور تیز فہم تھا پر وہ اُس پر بھی سبقت لیگیا اور آخر میں وہ جس پر جڈسن صاحب سبقت لیگیا ایک بڑے عہدہ پر مقرر ہوا۔ بالجملہ جب وہ اپنی محنت اور کوشش سے اپنے ہم سبقوں میں سے زیادہ نامور ہوا اور عزت پائی تو اپنے باپ کو یہہ ایک جملہ لکھا کہ ای میرے پیارے باپ میں نے وہ پایا۔ یعنی جس سبقت کو اُس نے چاہا وہی پایا +

اُن دنوں امریکہ میں دین کی بابت بڑا شک وشبہہ پڑ رہا تھا اور جڈسن صاحب بھی اُس شک کے بھنور میں پڑ گیا۔ مدرسہ میں اُس کا ایک دوست تھا ای نام جو گمراہی کے دریا میں ڈوبا ہوا تھا اُس کے ساتھ اکثر دین کی بابت گفتگو کیا کرتا۔ اور جب دونوں مدرسہ سے فراغت پا کے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو جڈسن صاحب نے ملک کی سیر کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔ اور روانگی سے پہلے اپنے دل کے خیالوں کو جو دین کی بابت تھے اپنے ماں باپ پر ظاہر کیا۔ اُنہوں نے اُسے بہت سمجھایا اور نصیحت کی کہ اِن خیالوں کو دل سے نکالو اور اچھے خیال جماؤ۔ پر اُن کی باتیں اُس کے خیال میں نہ آئیں اور سمجھا کہ مجھے خراب ونکما ہو جانے کا خوف نہیں کیونکہ علم رکھتا اور دین و دنیا کی بُری بھلی باتوں سے آگاہ ہوتا جاتا ہوں۔ مگر جب اِدھر اُدھر کی سیر کرتا ہوا اپنے چچا کے مکان پر پہنچا تو وہاں ایک ایسے دیندار جوان سے ملاقات ہوئی جسکی مفید باتیں اور اچھی نصیحتیں اُس کے دل پر بہت موثر ہوئیں۔ چنانچہ اُسی سفر میں ایک رات کا ذکر ہے کہ وہ مسافر خانہ میں جا ٹھہرا۔ بھٹیارے نے اُس سے کہا کہ تمہاری کوٹھری کے بغل کی کوٹھری میں ایک جوان مسافر بیمار ٹھہرا ہے۔ اُس نے کہا کہ مضایقہ نہیں مجھکو اُس سے کچھ تکلیف نہوگی۔ اور رات کو جب اُس بیمار مسافر کی کراہ اور دردناک آہ سُنی تب اُسے یہہ خیال ہوا کہ نہ معلوم یہہ جوان قریب المرگ مسیح پر ایمان لانے سے موت کی تیاری کر رہا ہے یا مرنے سے خوف کھا رہا ہے۔ اور سمجھا کہ اگر میں بھی اِس بیمار مسافر کی حالت میں ہوتا تو آج میرے خیالات کیسے ہوتے۔ اِس فکر سے بے چین ہو گیا۔ صبح کو بھٹیارہ سے اُس بیمار کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رات کو مر گیا۔ پھر بھٹیارہ سے پوچھا

کہ وہ کون شخص تھا۔ اُس نے کہا کہ فلانے مدرسہ سے آیا اور اپنا ای نام بتلایا تھا۔ ای کا نام سُنکر بہت غمگین اور بے حواس ہوگیا اور جانا کہ یہہ وہی ای میرا دوست ہی جو دین کی شک کی باتوں میں میرا ہم خیال تھا۔ اُس دن کو بڑے رنج وافسوس سے کاٹا۔ اور عرصہ تک یہہ خیال اُس کے دل میں بسا رہا کہ ای گذر گیا اور ہلاک ہوا۔ اور جانا کہ بیبل کی تعلیم وہدایت سچ ہی اور اُس کی سچائی اُس کے دل پر کچھ کچھ موثر ہونے لگی۔ اور جو ابھی تک مسیح پر ایمان لا کے اپنے گناہوں کی معافی حاصل نہیں کی اِس لئے اپنے گذرے ہوئے دنوں کے حالات سے ناخوش ہوا۔ اور اِس سوچ سے اُس کے دل میں نہایت بیقراری پیدا ہوئی۔ اور مسیحی دین کی حقیقت دریافت کرنے کی فکر پڑی۔ تب ایک بڑے مدرسہ میں جہاں علم الٰہی پڑھایا جاتا جاکر کئی ہفتہ تک دین کی بابت تحقیق کیا تو مان لیا کہ میں گنہگار اور نالائق ہوں اور میرے دل کی تبدیلی کی بڑی ضرورت ہی۔ جسپر بھی دین مسیحی کی سچائی پر کچھ شک رہا اور مشکل سے اُس کی سچائی کے ثبوت کو پہچانا اور اپنے دل کے شک کو دُور کیا۔ سو بہت تحقیقات کے بعد اُس نے جانا کہ عیسائی دین سچا ہی اور دل کی بے چینی اور بیقراری کو دُور کر سکتا ہی اور اُس کے دل میں یہہ ایمان اور یقین پیدا ہوا کہ بے شک خداوند عیسیٰ مسیح میرا خدا اور نجات دہندہ ہی +

الغرض ۱۸۰۹ء کو اپنے باپ کے گرجا میں لوگوں کے سامنے خداوند عیسیٰ مسیح پر ایمان لانے کا اقرار کیا۔ اور اُس وقت سے مرتے دم تک کبھی خدا کے مقبول ہونے پر شک نہیں لایا۔ اور نہایت نیک نیتی اور صاف دلی سے اپنے تئیں خدا

کی مرضی کے سپرد کیا۔ اور بے شک وشبہہ مسیح کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر اُسی پر اپنا سارا بھروسا رکھا۔ اور اپنے دل سے سارے حوصلے ناموری اور صاحب علم و دولت ہونے کے جو پیشتر تھے نکال ڈالے صرف یہی فکر رکھی کہ میں ایسے کام کروں جو خدا کو پسند آئیں +

## دوسرا باب

جڈسن صاحب کا غیر قوموں میں منادی کرنے کو مقرر ہو کے جانا

ایک کتاب نجم المشرق نام کے دیکھنے سے اُس کے دل میں وہ تاثیر پیدا ہوئی کہ اُن قوموں میں جن میں اب تک مسیح کا جلال ظاہر نہیں ہوا انجیل کی منادی کرنے کو اپنے پر واجب ٹھہرایا۔ اور ۱۸۱۰ء میں یہہ ارادہ مضبوط کیا کہ میں خدا کے حکم کے موافق اُن لوگوں کو جو اب تک نجات کی راہ سے بے خبر ہیں انجیل سناؤنگا +

اُس کے حق میں سچائی سے یہہ کہنا بجا ہے کہ اُس کا دل اِس خیال کا گھر تھا کہ مسیح کی محبّت بڑی ہے اور میں کس طرح اُسے لوگوں پر ظاہر کروں +

اُنہیں وقتوں میں اپنے ایک دوست کو ایسا لکھا جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ بعض شخص مسیح میں شریک ہونے سے خوشی نہیں اُٹھاتے اِس لئے کہ وے اُس کے کام میں غفلت اور سُستی کرتے ہیں۔ اور میں جو کچھ کرنے چاہتا ہوں تو پہلے اپنے دل سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہہ کام خدا کو پسند آئیگا یا نہیں۔ بلکہ اِس بات کو ہمیشہ یاد رکھنے کے لئے اِس جملہ کو لکھ کر کئی چیزوں پر جو اکثر نظر مین آتی ہیں چپکا دیا ہے۔ اور میں نے آج خدا سے دعا مانگنے سے بڑی خوشی حاصل کی۔

خدا ہمیشہ ہمارے خوش کرنے پر راضی اور تیار ہے۔ ہم اکثر اپنے گناہوں سے اُس کی روح کو رنجیدہ کرکے اُس کی مدد سے محروم رہتے ہیں۔ اور پاک زندگی کی غرض کا یہہ بھید ہے کہ ہم اُن کاموں کو جو خدا کو پسند نہیں آتے چھوڑیں اور روح القدس کو رنجیدہ نہ کریں اور فضل کے وسیلوں کو عمل میں لاتے رہیں۔ کیونکہ خدا نے ہماری تسلّی کے لئے وعدہ فرمایا جیسا کہ لکھا ہے (وے جو خداوند کی راہ تکتے سرِنو زور پیدا کریں گے) اور اِس میں کچھ شک نہیں کیونکہ وفادار اور غیر متغیّر خداوند کا وعدہ ہے۔ اور اکثر لوگوں کی غفلت کا سبب اِس سے بھی سمجھا جاتا ہے کہ وے سمجھتے ہیں کہ آیندہ کو بندگی اور دینی کام کرلیں گے۔ ہمکو چاہئے کہ اپنے دن کو غنیمت جانکر بھلائی میں خرچ کریں۔ غرض کہ وہ اُسی وقت سے دعا کرنے اور خدا کے کلام پڑھنے میں اپنی اوقات صرف کرتا رہا۔ اور اگرچہ علمی لیاقت اور ہوشیاری کے باعث سے بڑے گرجا کی پاسبانی کے لائق تھا پر وہ کام اُسے پسند نہ آیا۔ اِس لئے کہ اُس کے دل کو غیر قوموں میں منادی کرنے کی تمنّا تھی۔ چنانچہ ایک روز اُس کے باپ نے اُس سے کہا کہ اے ازرم اب موقع ہے کہ تم باسٹن شہر کے سب سے بڑے گرجا کے پاسبان مقرّر کئے جاؤ۔ اور اُس کی ماں نے یہہ بھی کہا کہ تم اِس میں اپنے گھر کے قریب بھی رہوگے۔ پہلے اُس نے اپنے ماں باپ کی بڑی خواہش دیکھ کر اِس خیال سے کہ وے میرے دور جانے سے بہت افسوس کریں گے کچھ جواب نہ دیا۔ پر جب پیچھے سے اُس کی بہن نے وہی بات کہی تو اُس سے کہا کہ بہن میں شہر باسٹن میں نہ رہوں گا مجھے اُس سے زیادہ دور جانا پڑے گا۔ یہہ سُنکر اُس کے باپ نے تو کچھ نہ کہا پر اُس کی ماں بہن افسوس کرنے لگیں تو اُنپر ایسا ظاہر کیا کہ خدا کی روح نے میرے دل کو یہہ ہمت

دی ہے کہ اُن ملکوں میں جاکر انجیل کی منادی کروں جہاں کے لوگ اُس سے آگاہ نہیں ہیں۔ چنانچہ اُس کی ایسی دلسوزی اور سرگرمی سے امریکہ کے اَور لوگوں کے دلوں میں بھی اِس بات کی خواہش پیدا ہوئی +

جو ابھی تک ملک امریکہ سے کوئی خادم الدین کسی غیر ملک میں منادی کرنے کو نہیں گیا اور نہ کچھ تدبیر کسی کو کہیں بھیجنے کی کی گئی۔ اِس لئے جڈسن صاحب اور اُس کے ہمراہیوں نے امریکہ کے خادمان دین کے جلسہ میں اپنی خواہش ظاہر کرکے اُس کے بندوبست کی درخواست کی۔ چنانچہ اُس کی تجویز کے واسطے ایک جلسہ قایم ہوا۔ اور اہل جلسہ نے یہہ تجویز کی کہ جڈسن صاحب انگلستان کو جاکر دریافت کریں کہ وہاں کے لوگ اِس کام کے لئے کس قدر مدد کریں گے۔ چنانچہ وہ اِس تجویز پر بڑی خوشی سے راضی ہوکر انگلستان کو روانہ ہوا +

اتفاقاً وہی جہاز کہ جسپر وہ سوار تھا مخالفوں کے ہاتھ میں آگیا اور صاحب مخالفوں کے جہاز پر ایک کوٹھڑی میں مقید ہوگیا۔ اِس سبب سے بہت تکلیف اُٹھائی۔ اُس جہاز پر کوئی اُس کو تسلّی دینے والا نہ تھا مگر عبرانی زبان کی بیبل جو اُس کے پاس تھی اُس کے پڑھنے سے اُس کے دل کو تسلّی ہوتی تھی۔ آخر کو جب مخالفوں کا جہاز اپنے مقام پر پہنچا تو وہ اپنے ایک ہموطن کی سعی اور سفارش سے رہائی پاکر انگلستان کو روانہ ہوا۔ اور جب وہاں پہنچا تو انگلستان کے عیسائی بڑی شفقت اور محبّت سے پیش آئے اور اُس کی بڑی خاطر اور تواضع کی۔ اور اُس نے اپنی خوش بیانی سے وہاں کے لوگوں کو راضی اور خوش کرکے اپنے سفر کے مطلب کو بخوبی حاصل کیا۔

یعنے انگلستان کے عیسائیوں نے اُس کی خواہش کو دل وجان سے قبول کرلیا ✦

انگلستان میں صاحب موصوف کی خوش زبانی کا شہرہ اور تعریف ہوئی۔ چنانچہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ اُس نے ایک جلسہ میں جہاں کوئی خادم الدین بھی تھا ایک گیت پڑھا۔ خادم الدین موصوف نے اُس کی شیریں زبانی سے خوش ہوکر لوگوں سے کہا کہ اگر اِس کا ایمان بھی اِس کی خوش آوازی کی مانند ہے تو بیشک تمام ہند سے شیطان کو نکالے گا ✦

پھر جب انگلستان سے واپس ہوکر امریکہ میں آیا اور وہاں کے عیسائیوں کی مستعدی ظاہر کی تو امریکہ کے عیسائی ایسے مستعد اور سرگرم ہوئے کہ اُن کو انگلستان سے مدد لینے کی کچھ ضرورت نہ رہی۔ خود ہی بندوبست کرکے صاحب موصوف کو اُس کی درخواست کے موافق ہندوستان میں منادی کرنے کو مقرر کرکے معہ اُس کے تین ہمراہیوں کے روانہ کیا ✦

جڈسن صاحب کے نکاح میں ایک عورت خوشخو اور ذہین و دیندار آن ہیلٹن نامے تھی۔ اُس کے حالات کی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ جب وہ پندرہ برس کی ہوئی تو اُس کی تمیز پر یہہ آیت بہت ہی موثر ہوئی کہ (جو عیش و عشرت کرتی ہے سو جیتے جی مُردہ ہے) مگر وہ اِس آیت کی تاثیر کے غلبہ کو اپنے دل سے اُٹھانا چاہتی تھی کیونکہ ابھی وہ عیسیٰ مسیح کے فضل اور محبت سے بدل واقف نہ تھی۔ آخر کو خدا کی روح نے اُس کے دل پر اپنی تاثیر پیدا کرکے اُس کو مسیح کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ اُس نے اپنی یادداشت کی کتاب میں یہہ لکھا کہ اب میں نے اپنے دل میں یہہ ٹھانا ہے کہ سب کچھ چھوڑ کے خدا

سے میل رکھنے میں کوشش کروں۔ کیونکہ اگر میں نے سب کچھ کمایا اور اپنی جان کو گنوایا تو مجھے کیا فائدہ ہوا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ جو نجات دہندہ مجھ گنہگار کے لئے درکار ہے سو مسیح ہے۔ اس لئے میں نے اپنی جان کو اُس کے سپرد کیا کہ جو کچھ میرے لئے اُس کے نزدیک بہتر ہووے وہ کرے۔ اور گناہ سے کہ خدا کے نزدیک نفرتی ہے۔ دور بھاگتی اور پرہیز کرتی اور خدا کی روح کو رنجیدہ کرنے سے ڈرتی ہوں ✣

کہتے ہیں کہ جب جڈسن صاحب نے اُس کو اپنے ساتھ ہندوستان چلنے کو کہا تو پہلے اِس خیال سے اُس کو تامل ہوا کہ شاید میں اِس مشکل اور پُرخطر کام کے لایق نہوں۔ مگر جب دعا کے وسیلہ خدا کی طرف رجوع ہو کر دریافت کیا کہ اِس باب میں مجھ پر کیا فرض ہے اور اُس کا جواب یہہ پایا کہ خدا کے لئے اپنا گھر بار چھوڑنا اور غیر قوموں میں جا کر اُس کا جلال پھیلانا خدا کو پسند ہے۔ تب بڑی خوشی سے صاحب کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئی ✣

چنانچہ ۱۹ ماہ فروری ۱۸۱۲ء کو جڈسن صاحب موصوف معہ ہمراہیون اور اپنی میم صاحبہ کے جہاز پر سوار ہو کر کلکتہ کو روانہ ہوا اور ۱۷ تاریخ ماہ جون سنہ مذکور کو بندر کلکتہ میں پہنچا۔ ڈاکٹر کیری صاحب نے اُس کا استقبال کر کے سیرام پور میں ٹھہرنے کی تجویز کی۔ چنانچہ وہیں ٹھہرا اور وہاں رہتے ہوئے دس روز کے قریب ہوئے ہونگے کہ سرکار کمپنی سے اُس کو امریکہ واپس جانے کا حکم پہنچا۔ اِس لئے کہ اُن دنوں تک سرکار کمپنی کو ہندوستان میں دین مسیحی کے جاری ہونے کا انتظام منظور نہ تھا۔ اِسی سبب سے اکثر منادی کرنے والوں کو اُن کے کام سے

باز رہنے کی تجویز ہوتی تھی۔ ہرچند کہ جڈسن صاحب اور اُس کے ہمراہیوں نے بہت منّت کی اور کہا کہ سرکار کو جس جگہہ پر ہمارا رہنا پسند ہو وہیں رہنے کی اجازت دے مگر ایک بھی منظور نہ ہوئی۔ ناچار صاحب موصوف کے ہمراہیوں سے دو شخصوں نے ایک جہاز پر جو جزیرہ مورطئیس کو جاتا تھا جگہہ پاکر مورطئیس کو روانہ ہوئے۔ اور جڈسن صاحب اُس جہاز پر جگہہ خالی نہونے کے سبب سے وہیں پر ٹھہرا تھا۔ اُسی عرصہ میں ایک جہاز انگلستان جانے کو تیار ہوا تو کمپنی نے صاحب موصوف کو یہہ حکم دیا کہ تم معہ اپنے ہمراہیوں کے اس جہاز پر سوار ہوکر انگلستان کو چلے جاؤ تمکو یہاں رہنے کی اجازت نہیں۔ سو وہ انگلستان تو نہ گیا ایک جہاز جزیرہ مورطئیس کو جاتا تھا اُسپر سوار ہوکر جزیرہ مذکور کے جانے کا ارادہ کیا تو کمپنی نے یہہ خبر پاکر پہلے اُس کو اُدھر جانے سے بھی روکا۔ پھر دو تین دن کے بعد مورطئیس جانے کی پروانگی دیدی تو وہ جہاز پر چڑھکر جزیرہ مورطئیس کو روانہ ہوا۔ اور جب وہاں پہنچا تو اُس کے ایک ساتھی کی میم گذر گئی۔ اور چند روز کے بعد ایک ہمراہی امریکہ کو واپس گیا اور صاحب اور اُس کی میم وہاں رہ گئے تو یہہ ارادہ کیا کہ یہاں سے چلکر کہیں دوسری جگہہ میں منادی کریں ؛

چنانچہ مندراس کی راہ سے جزیرہ پنانگ کو جانے کا ارادہ کرکے مورطئیس سے کوچ کیا پر جب مندراس میں پہنچا تو کوئی جہاز جزیرہ پنانگ کا جانیوالا نہ ملا مگر ایک جہاز برہما جانے کو تیار تھا ناچار اُسی پر سوار ہوکر برہما کو روانہ ہوا اور خدا کے عجیب انتظام کے وسیلہ سے اُس ملک میں پہنچا جہانکے جانے کا قصد نہ رکھتا بلکہ وہاں جانے سے ڈرتا۔ صاحب موصوف کے اُس ملک میں پہنچنے اور جہاز پر تکلیف اُٹھانے کی کیفیت یہہ ہے

کہ وہ ملک برہما کے جانے کے خیال سے ناخوش رہا پر خدا کے انتظام نے اُس کے لئے
ملک برہما کے سوا اور سب طرف کی راہیں بند کر دیں تو اِس حال میں اپنے تئیں خدا کے
سپرد کر کے جہاز پر سوار ہوا۔ جس جہاز پر وہ سوار ہوا اُسپر ایک آدمی کے سوا اور کوئی اُس
کی زبان سے واقف نہ تھا اور جہاز میں جو کمرہ اُس کے رہنے کو ملا وہ صرف کپڑے کے پردوں
سے بنا ہوا تھا اور جہاز بھی پُرانا اور نکمّا تھا اور جہاز پر اُس کی میم صاحبہ ایسی بیمار ہو گئی کہ
زندگی کی امید باقی نہ رہی تسپر یہہ ایک آفت اَور آ گئی کہ جہاز ایک ایسی تنگ اور ہولناک
جگہہ میں آ گیا کہ جہاں یہہ خوف تھا کہ اگر جہاز کنارہ پر پہنچے گا تو وہاں کے وحشی آدمی جہاز
کے آدمیوں کو پکڑ کر کھا جاویں گے پر اُس بلا سے یہہ بھلائی ہوئی کہ اُس خطرناک مقام
میں جہاز آہستہ آہستہ چلایا گیا۔ اِس سبب سے میم صاحبہ کو کچھ آرام ہوا آخر کو جہاز خیر و
عافیت کے ساتھ بندر رنگون میں پہنچ گیا جب جہاز کنارہ پر لگا اور صاحب جہاز سے
اُتر کے شہر دیکھنے کو گیا اور نہایت خراب اور بے رونق پایا تو پہلے بہت گھبرایا پھر اِس
خیال سے اُس کو تسلّی ہوئی کہ ہم اِس دنیا میں چند روز کے لئے ہیں اور انجام ہمارے سفر
کا آسمان ہے تو یہاں کی چند روزہ تکلیف سے گھبرانا کیا ہے بالجملہ اِسی خیال سے اپنے تئیں اپنے
آسمانی باپ کے سپرد کرنے اور اُن وعدوں کی یاد سے جو مسیح نے اپنے شاگردوں سے کئے
ہیں اپنے دل کو تسلّی دی +

جڈسن صاحب کے دل میں فکر و سوچ پیدا ہونے کا یہہ ایک سبب اَور بھی ہوا تھا
کہ وہ جب کلکتہ میں پہنچا تو دوسری کلیسیا میں شریک ہو کر دوسرے طریق کا بپتسما جو اُس
کلیسیا میں تھا اختیار کیا اِس باعث سے اُس کو فکر ہوئی کہ اِس بات سے میرے دوست

مجھ سے خوش نہوں گے اور یہہ کہ اب میری پرورش بھی اُس کلیسیا سے جس کی طرف سے آیا ہوں نہ ہوگی پر اپنا سارا بھروسا خدا پر رکھ کر اُس فکر اور اندیشہ کو اپنے دل سے دور کیا ✣

## تیسرا باب

جڈسن صاحب کا رنگون میں پہنچنا اور برہما کی زبان سیکھنے میں کوشش کرنا

صاحب موصوف اپنی میم صاحبہ سمیت ۱۳ر جولائی ۱۸۱۳ء کو رنگون میں پہنچا اور وہاں قیام کیا۔ شکر خدا کا اُس کی ہمت مردانہ اور سرگرمی پر کہ خداوند عیسیٰ مسیح کی بلاہٹ اور حکم کے موافق اپنے وطن اور ماں باپ بھائی بہن دوست آشنا اور مال دھن کو چھوڑ کر غیر قوموں کو نجات کی خوش خبری سُنانے کے لیے اتنا بڑا پُر خطر سفر اختیار کر کے یہاں آیا اور باوجود پیش آنے بے نہایت تکلیفات اور مشکلات کے اپنے دل و جان اور امید اور ایمان کو خدا کے وعدوں پر ثابت و قایم رکھا خدا ہم سب کو ایسی ہمت اور حوصلہ عنایت کرے کہ اُس کی راہ میں خوشی سے جانبازی کریں ✣

اُن دنوں میں ملک برہما وہاں کے بادشاہ کی حکومت میں تھا اور ساری رعیت بادشاہ کی لونڈی غلام گنی جاتی ہر ایک کی جان و مال و عزّت بادشاہ کے اختیار میں تھی جو چاہتا اُن پر کر سکتا رعیت کو اپنی جان و مال پر کچھ حق و اختیار نہ تھا رعایا پر بڑا ظلم یہہ تھا کہ ہر ایک ضلع کا حاکم اُن کی جان و مال پر تصرّف کرنے کا اختیار رکھتا اور اکثر اُن حاکموں میں ایسے ظالم و بے رحم تھے کہ رعایا کو ناحق اور بے سبب بھی ستاتے اور اُن کی جان و مال کو نقصان پہنچاتے۔ اسی ظلم اور جبر کے سبب سے وہاں کی رعایا نے اُن حاکموں

کا لقب ضلع خوار ٹھہرایا تھا وہاں کسی کو یہہ قدرت نہ تھی کہ اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرا
مذہب اختیار کرے۔ وہاں کی آب و ہوا بہت اچھی اور ہر قسم کے غلّہ اور پھل اور پھول
کے پیدایش کی کثرت ہی اگر وہاں کا بادشاہ اور اُس کا قانون اور انتظام بھی اچھا ہوتا
تو وہ ملک بڑی تعریف کے لایق ہوتا۔ وہاں کے رہنے والے اکثر ہوشیار و دور اندیش
ہوتے ہیں اور ہندوستانیوں کے بہ نسبت اپنے کاروبار میں کاہل اور سُست کم ہیں
اور مردوں میں سے بڑا حصہ لکھا پڑھا ہی۔ اور باوجودیکہ عورتوں کو عقل اور دانائی
میں اپنے برابر نہیں سمجھتے تو بھی ہندوستان کے اشرافون کے برخلاف اُنہیں پردے
میں نہیں رکھتے۔ اور اُن میں ذات کی تفریق نہیں سب بودھ مذہب کے پیرو ہیں
اور اُن کے پوجاری اور گرو اپنے طور کی پرستش اور تپشیا کرتے اور لوگوں کو اپنے
علم کی تعلیم دیتے رہتے ہیں وے اِس حال سے بالکل بے خبر ہیں کہ خلقت پر کون
حکومت کرتا ہی بودھ جس کی وے لوگ پرستش کرتے ہیں ایک شخص تھا جو اُن کی
سمجھ اور عقیدہ کے موافق اپنے دھرم اور پُن کے ثواب سے تمام انسان اور دیوتاؤں
کے مرتبہ سے بڑھ کر آخر کو نیستی کی سی حالت پاکر آواگون سے بچ گیا وہ اُس حالت
میں ہی جو ہستی اور نیستی سے جدا نہیں کی جا سکتی حالانکہ وہ بیچارہ نہ خالق ہی نہ رازق
وہ نام تو رکھتا ہی جس کی عزت کیجائے پر جان نہیں جس سے محبّت کریں۔ اِس مذہب
کی رو سے انسان کی پیدایش کی غرض صرف اتنی ہی ہی کہ انساں جتنی جلدی ہو سکے
اپنی زندگی اِس طور سے گذرانے کہ مرنے کے بعد پھر دوسرا جنم نہ پائے یکبارگی نیست
ہو جائے اور اِس مذہب کے اُستاد اپنے شاگردوں کو چوری اور زناکاری اور شراب

پینے اور جھوٹھ بولنے اور خون کرنے سے منع تو کرتے ہیں پر اُن کی تعلیم اُن کے شاگردوں پر موثر نہیں ہوتی اکثر وہ سب بُرے کام اُن سے ہوا کرتے ہیں ہر چند کہ اُن کا مذہب بتلاتا ہی کہ یہہ کام بُرا ہی مگر وے نہیں مانتے۔ اور اِس مذہب کے گرو اور پوجاری کسی خاص ذات سے نہیں ہوتے جو اُس مذہب کو اختیار کرے وہ گرو اور پوجاری ہو سکتا ہی اور جب تک اُس کا جی چاہے پوجاری بنا رہے اور جب چاہے چھوڑ دے۔ اور اِس مذہب کے گرو لوگ کبھی شادی نہیں کرتے اور سب ایک ہی جگہہ میں رہتے ہیں اور اُن کی پرورش بھیکھہ اور خیرات سے ہوتی ہی۔ جڈسن صاحب کا یہہ گمان ہی کہ یہہ مذہب پہلے ہندوستان میں شروع ہوا پر ہندوستان کے برہمنوں نے ہند میں جاری نہ ہونے دیا یہاں سے نکال دیا اِس طرح سے یہہ مذہب برہما اور سایم اور چین اور جاپان میں پہنچکر پھیلا۔ اِس مذہب کے ماننے والوں کا گمان یہہ ہی کہ ساری باتیں اور چیزیں قسمت کے اختیار میں ہیں جس کے سامنے کیا انسان اور کیا دیوتا سب لاچار ہیں کوئی اُس کے لکھے کو مٹا نہیں سکتا۔ وے پوجا پاٹ میں محنت کرنے اور اپنی خواہشوں کے مارنے کو آخرت کی بھلائی اور اجر پانے کا سبب جانتے اور عاقبت میں نیکی بدی کے بدلا پانے کو بھی مانتے ہیں پر اِس بات کو نہیں مانتے کہ کوئی گنہگاروں کا بچانے والا ہی۔ اِس سبب سے اُن کی تاریک اور پُرخوف حالت افسوس کے لایق ہی ✦

سو اُن کا ایسا تباہ حال دیکھنے سے جڈسن صاحب کو اُن پر بڑا رحم آیا اور اُن کی حالت پر بہت افسوس کھا کے اُن کے درمیان مسیح کا جلال پھیلانے

اور اُنہیں نجات کی راہ بتلانے میں بڑی دلسوزی اور سرگرمی سے مستعد ہوا مگر جو اُس وقت تک وہاں کے باشندوں میں سے کوئی مسیح پر ایمان نہیں لایا اور نہ کوئی مترجم تھا جس کی مدد سے اُنہیں نجات کی خوشخبری سناتا اِس لئے پہلے برہما کی زبان سیکھنے میں مشغول ہوا اور اُس کا حاصل کرنا اپنے اوپر واجب اور فرض ٹھہرایا۔ اور اپنے دل میں یہہ عہد کیا کہ جب تک اِس زبان سے اچھی طرح واقف نہونگا چین اور آرام نہ لونگا۔ چنانچہ اُس کے حاصل کرنے میں ایسی محنت کی کہ چند روز میں وہاں کے لوگوں سے بات چیت کرنے کے لایق ہوگیا۔ اور بہت دن کے بعد تو اُس زبان میں وہ استعداد بہم پہنچائی اور محاورہ گفتگو اور نظم و نثر کے قاعدے سے ایسی واقفیت حاصل کی کہ وہاں کے عالموں کے برابر ہوگیا۔ اُس زبان میں اِس صفائی سے گفتگو کرتا کہ کوئی اُس کے اور وہاں کے باشندوں کے لب و لہجہ میں فرق نہ کرسکتا۔ صاحب موصوف نے اپنا قیام رنگون میں شہر کے اندر اِس سبب سے پسند کیا کہ وہاں لوگوں سے ملاقات اور بات چیت کا موقع خوب ملتا اور شہر کے باہر چور اور بدمعاشوں کا ڈر تھا ✦

صاحب موصوف کی میم صاحبہ نے اپنے روزنامچہ میں ایک سبت کے دن کا ذکر یوں لکھا۔ کہ آج ہمنے خداوند عیسیٰ مسیح کی محبّت اُس کے حکم کے موافق عشاء ربّانی کی رسم ادا کرنے سے ظاہر کی۔ اگرچہ ہم اِس مقام میں دو ہی شخص ہیں پر ہم بہ ہر جگہہ اور ہر حال میں اِس حکم کا ادا کرنا فرض ہے اِس لئے دو ہی شخصوں کے اتفاق سے اُس کے ادا کرنے سے خوشی اور دلجمعی حاصل کی۔ اور ایک اور دن کی کیفیت ایسی لکھی کہ آج میں پہلے پہل رنگون شہر کے حاکم کی بی بی کی ملاقات کو گئی اور اُس کے محل میں پہنچی

تو وہ تو کسی سبب سے میرے استقبال کو جلدی نہ آئی پر حاکم مذکور کی اور بی بیاں جو چھوٹی تھیں اُسی دم میرے پاس آئیں اور بات چیت کرنے لگیں۔ عجب مزاج کی عورتیں تھیں کسی نے میری ٹوپی لیکر اپنے سر پر دھری اور کسی نے میرا دستانہ لیکر اپنے ہاتھ میں پہنا اسی عرصہ میں حاکم کی بڑی بی بی بھی نہایت عمدہ لباس پہنے اور چاندی کا حقہ پیتی ہوئی بڑی شان و شوکت سے آئی اُسے دیکھکر وہ سب عورتیں الگ ایک کونے میں ہوگئیں اور وہ میرے ساتھ بڑی محبّت سے پیش آئی اور عزّت سے مجھے قبول کیا۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لیجا کے اپنے برابر فرش پر بیٹھایا اور بہت دیر تک محبّت سے باتیں کرتی اور میرے شوہر کا حال پوچھتی رہی۔ اور اِس خیال سے کہ انگریز لوگ بھی اہل برہما کی طرح کئی بی بیاں رکھتے ہیں مجھ سے پوچھا کہ تم اپنے خاوند کی بڑی بی بی ہو یا چھوٹی۔ پھر اور باتیں کیں اور پوچھا کہ اِس ملک میں کب تک رہنے کا ارادہ ہے اُسی وقت اُس کا شوہر بھی محل میں آیا میں تو اُس کا خوفناک چہرہ اور ہاتھ میں لنبا نیزہ دیکھ کر ڈر گئی پر اُس نے نہایت ملائمت اور شفقت سے میری احوال پُرسی کی۔ آخر کو جب میں رخصت ہوئی تو اُس بی بی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ میں تمہاری ملاقات سے بہت خوش ہوئی اور چاہتی ہوں کہ ہمیشہ اسی طرح یہاں آکر مجھے خوش کرتی رہو کہ تم میری بہن کے برابر ہو *

اور اُس نے یہہ بھی لکھا کہ یہاں دو تین جہازیوں کے سوا اور کوئی انگریز نہیں جس سے ہم ملاقات کریں۔ اور جب ہم اپنے وطن کی خوشیوں کو یاد کرکے آہ بھرتے ہیں تو اپنے اِرد گِرد کے تباہ حالوں پر نگاہ کرتے ہیں کہ بعضے اِن میں سے بڑی محنت کرکے مشکل سے گزران کرتے ہیں۔ وے بیچارے جو کچھ کماتے ہیں یہاں کی

سرکار چھین لیتی ہے اور بہتیرے بیمار اور محتاج بھیکھ مانگتے پھرتے اور ایسے تنگ اور بے مرمت جھونپڑے میں رہتے ہیں جس میں دھوپ کی تیزی اور جاڑے کی سردی اور برسات کے مینہہ سے بہت تکلیف پاتے ہیں۔ سو اُن کی ایسی تنگ حالتوں کو دیکھ کر ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری بیشمار روحانی برکتوں سے تو اِن لوگوں کو کچھ نسبت نہیں ہماری دنیاوی برکتیں بھی اُن کے بہ نسبت بہت ہیں۔ اِس خیال سے اپنے وطن کی خوشیوں کو بھول کر حال کی حالت اور کام سے اب خوش ہیں ہمیں صرف یہی خواہش باقی ہے کہ اہل برہما سے کتنوں کو اُس خوشی کے سوتے کی طرف جو ہمیں ملا رجوع کرانے کے باعث ہوں۔ اگر ہم اُس کے سوا کہ اَوروں کے لئے منادی کرنے کی راہ تیار کریں اَور کچھ نکر سکیں تو بھی ہماری یہہ دعا ہے کہ اِنہیں لوگوں کے بیچ میں اپنی زندگی بسر کریں ٭

۱۸۱۴ء میں صاحب موصوف نے اپنے ایک دوست کو یہہ لکھا کہ اب ہمارا حال اِس ملک میں بہ نسبت اُس وقت کے کہ یہاں آئے زیادہ تر خوش ہے اور ہم تندرست ہیں۔ اگرچہ یہاں کوئی ہمارا ہم مذہب و ہم طریق نہیں جسکی ملاقات اور گفتگو سے فائدہ اُٹھاویں پر آپس میں خوش ہیں۔ اور اُس کی موجودگی سے جو تاریک رات کو دن بنا سکتا اور جس کی احسانمندی ساری خوشیوں کا سوتا ہے آپس میں خوش رہتے ہیں (سلام تم لوگوں کے لئے چھوڑ کے جاتا ہوں اپنی سلامتی میں تمہیں دیتا ہوں جس طرح سے دنیا دیتی ہے میں تمہیں نہیں دیتا ہوں تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے) ٭

جب صاحب موصوف کی میم بیماری کے باعث تبدیل آب و ہوا کے لئے رنگون

سے مندراس کو گئی تو صاحب نے اپنی تنہائی کا حال ایک دوست کو یوں لکھا کہ میں
اس بیگانہ ملک میں تنہا ہوں کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ دعا اور دل کی باتیں کروں
اور ملاقات اور صحبت رکھوں۔ سارے دن برہما کی زبان سیکھنے اور یہاں کے لوگوں
کو انجیل سُنانے اور نجات کی راہ بتلانے میں مصروف رہتا ہوں۔ ڈیڑھ برس سے
یہاں ٹھہرا اور یہاں کی زبان حاصل کرنے میں کوشش کر رہا ہوں۔ اس زبان
کا عجیب محاورہ ہے بڑی مشکل سے اس میں لوگوں کو دین کی باتیں بتلا سکتا ہوں
اگرچہ یہاں کے بعض لوگ میری باتیں اچھی طرح دل لگا کر سُنتے ہیں مگر ابھی تک
کسی کے دل پر کوئی پائدار اثر پیدا نہیں ہوا۔ ہنوز ایک بھی مسیح پر ایمان نہیں لایا
اور نہ خدا کا وہ فضل جو مسیح کے وسیلے ظاہر ہوتا ہے ان لوگوں کے دلوں پر نازل
ہوا۔ میں جب اپنی کمزوری اور تنہائی اور شیطان کے غلبہ اور گناہ کی تاریکی پر جو
اس ملک میں پھیلی ہے خیال کرتا ہوں تو یہہ سوچ آتا ہے کہ یہاں مجھ سے کیا ہو سکے گا
لیکن اس خیال سے کہ خدا قادر مطلق اور دانا و رحیم ہے مجھے ہمیشہ دلاسا اور تسلّی ملتی ہے +

اور ۱۸۱۵ء کے روزنامچہ میں یہہ ذکر لکھا کہ آج میں نے اپنے منشی سے جو نہایت
صاحب علم اور منصف مزاج ہے یہہ تذکرہ کیا کہ فلاں مر گیا* تم ہاں میں نے بھی سُنا
آج میرے نزدیک اُس کی جان برباد ہوئی تم کس سبب سے آج وہ مسیح کا شاگرد
نہ تھا تم آپ نے یہہ بات کیونکر جانی کیا اُس کے دل کو دیکھ سکتے ہیں آج جس طرح
آپ اس آنبہ کے درخت کی جڑ کو نہیں دیکھ سکتے اور اُس کے پھلوں سے

* م سے منشی اور جیم سے جڈسن صاحب مراد ہے۔

اُس کی اچھائی بُرائی دریافت کرتے ہیں اُسی طرح سے میں اُس کو مسیح کا شاگرد
نہیں سمجھتا کہ اُس کے کام و کلام مسیح کے شاگردوں کے موافق نہ تھے **م** کیا جو
مسیح کے شاگرد نہیں اُن کی جان آخرت میں برباد ہو جاتی ہے **ج** ہاں میرے نزدیک
یہی بات ہے کہ وہ اہل ولایت ہو یا اہل برہما سے ہو ہلاک ہو جاتا ہے **م** یہہ بڑی مشکل
بات ہے **ج** ہاں مشکل تو ہے نہیں تو میں اپنے وطن اور ماں باپ کو اور سب کچھ
چھوڑ کر نجات کی خوشخبری سُنانے کو اتنی دور کیوں آتا۔ یہہ سُنکر اُس کے دل پر کچھ
اثر ہوا تھوڑی دیر تامل کیا پھر مجھ سے پوچھا کہ **م** عیسیٰ مسیح کے شاگرد اَوروں کے
بہ نسبت کیونکر زیادہ مبارک ہوئے **ج** کیا سب گنہگار اور عاقبت میں سزا
کے لایق نہیں **م** ہاں سبھوں کو عاقبت میں اپنے گناہوں کی سزا اُٹھانی ہوگی
اور سزا گناہ کے پیچھے ایسی لگی ہے جیسے گاڑی کے پہیے بیل کے پاؤں کے پیچھے
پھرتے ہیں **ج** اہل برہما کے مذہب میں گنہگاروں کے بچنے کی راہ اور امید نہیں
اور عیسائی مذہب میں اُس کی تدبیر اور امید ہے کہ عیسیٰ مسیح نے گنہگاروں کے بدلے اپنی
جان دی اور اُن کے گناہوں کا بوجھ آپ اُٹھا لیا اب جو اُس پر ایمان لاکر
اُس کے شاگرد ہوئے وے اُس سزا سے جس کے لایق ہیں رہائی پاتے ہیں **م**
میں اِس بات کو باور نہیں کرتا اِس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ ساری ہستی میں دُکھ
اور فنا کے اصول ہیں اور ہر ایک مخلوق کا یہی حال ہے کہ نیست ہو کر پھر پیدا ہوتا ہے
اِس لئے دانشمند کو چاہیے کہ اپنی خواہشوں کو بنائی ہوئی چیزوں سے اُٹھاوے
اور نیست ہو جانے کی خواہش رکھے **ج** ایک بہت بُری ہستی دُکھ بھری ہوئی

آنیوالی ہی اور نیست ہوجانا بھی بُرا ہی صرف ایک خوشحالی ہستی آنیوالی اچھی ہی ہم میں اس کو مانتا ہوں لیکن ایسا حال اگر ہمیشہ کے لئے ہو تو سب سے بہتر ہی پر ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ جو ہی سو سب تبدیلی اور دُکھ پانے اور نیست ہوجانے کے لایق ہی فقط نیست ہونا ہی ہمیشہ کی بھلائی ہی اور یہہ بھلائی صرف گوتم کو جسے اخیر دیو کہتے ہیں حاصل ہوئی ج جو ابدی ہستی کا فرد نہیں ہوتا وہ کسی چیز کی اصل اور حقیقت کو نہیں بتلا سکتا سو یہہ دنیا اور جو کچھہ اس میں نظر آتا ہی کہاں سے ہی ہم تقدیر سے ہی اور مجھکو اس بات پر بڑا یقین ہی +

صاحب کے روزنامچہ ۱۸۱۶ء کے لکھے ہوئے کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُن دنوں اُسے برہما کی زبان حاصل ہونے میں کچھہ کچھہ ترقی ہوچلی تھی پر اُس نے اُس کی تحصیل شروع کرنے سے پیشتر اُس کو ایسی سخت اور مشکل نہ سمجھا تھا جیسی پیچھے سے معلوم ہوئی۔ غرضیکہ اُس نے اس زبان کے سیکھنے میں بڑی محنت اور تکلیف اُٹھائی۔ اور اُس کا سبب یہہ تھا کہ اول برہما کا محاورہ انگریزی محاورہ سے بڑا فرق رکھتا ہی۔ دوسرے اُس کے پاس وہاں کے لغت کی کوئی کتاب نہ تھی۔ اس کے سوا وہاں کی لکھاوٹ عجب طور کی ہوتی ہی۔ اکثر جملہ علیحدہ علیحدہ نہیں ہوتے اور حرفوں کی ملاوٹ عجب رنگ سے ہوتی ہی اور وہاں کاغذ پر لکھنے کا دستور نہیں اکثر تاڑ کے پتوں پر حرفوں کو نقش کرتے ہیں۔ اور وہ نقش ایسا باریک ہوتا ہی کہ بڑی مشکل سے پڑھا جاتا ہی۔ مگر آخر کو خدا کے فضل سے اُس نے زبان برہما کو حاصل ہی کیا اور خداوند کی مدد کے بھروسہ پر اُس زبان میں انجیل کا ترجمہ لکھنا شروع کیا +

اسی سال میں اُس کا ایک لڑکا جس کی عمر آٹھہ مہینے کی تھی گزر گیا۔ اُس لڑکے کی

ماں نے اپنے ماباپ کو اُس رنج و غم پر صبر کرنے کا حال یوں لکھا۔ کہ ہمارا دل اِس لڑکے کی محبّت سے وابستہ تھا اور ہم اِس ملک بیگانہ میں اُسے اپنی ساری دنیاوی خوشیوں کا چشمہ سمجھتے تھے پر خدا نے ہماری سمجھ کی غلطی ظاہر کرنے کو اُسے ہم سے جُدا کرنا مناسب جانا۔ کاش کہ اُس کا ایسا کرنا ہمارے فایدہ کا باعث ہو اور ہم اُس سے ایسی نصیحت اور فائدہ پاویں کہ وہ اپنے ہاتھ کو تھام کر کہے کہ بس اتنا ہی کافی ہے ✤

صاحب موصوف کے خطوط دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُس کے دوستوں نے ملک برہما میں دینِ مسیحی کے جاری ہونے اور غلبہ پانے کی کیفیت دریافت کی تو اُنہیں یہہ جواب لکھا کہ میری امید اور عقیدہ یہہ ہے کہ خدا قادر مطلق اور صادق الوعد ہے بیشک اپنے وعدہ کے موافق اِس دین کو ہر ایک جگہہ میں جاری اور غالب کرے گا۔ اگر تمہیں اِس بات میں کچھ شک ہے تو مجھے تھوڑے روز یہاں رہنے دو پھر دیکھیو کہ میں خدا کے فضل اور مدد سے مسیح کا جلال اِس ملک میں کیسا پھیلاتا ہوں۔ اور گو یہہ شہر نہایت میلا اور خراب ہے پر میں اِس کو چھوڑ کر وہاں جانے کو جہاں بڑا آرام ملے اور میرے دوست راضی ہوں مرنے سے بدتر سمجھتا ہوں اِس لئے کہ اگر میں یہاں کے لوگوں کو بے تعلیم اور ہدایت کئے چھوڑ جاؤں تو عدالت کے دن اُن کے خون کی جوابدہی مجھ سے ہوگی ✤

اُسی سنہ میں امریکہ سے ایک صاحب اور معہ اپنی میم کے چھاپہ کی کل اور ساماں لیکر جڈسن صاحب کی مدد کو رنگون میں پہنچے تو صاحب موصوف نے اپنا ایک رسالہ جس کا نام عیسائی دین کا خلاصہ ہے چھپوا کر تقسیم کیا ✤

اور اسی عرصہ میں اُس کی میم صاحبہ نے بھی پندرہ بیس عورتوں سے ملاقات

کرکے اُنہیں مسیحی دین کی تعلیم و تربیت دینی شروع کی۔ کہ اُنہوں نے اُس سے سچّے خدا کا کلام اور اُس کی تعریفیں سُنکر اور تعلیم پاکر اُس کی طرف دل لگایا ✣

صاحب موصوف نے ۱۸۱۷ء کو اپنے ایک دوست کو یُوں لکھا کہ میں اِس خط کے ساتھ یہ دو رسالے جنہیں یہاں پھیلایا ہے تمہارے پاس بھیجتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہاں کے لوگوں پر اپنی تاثیر ظاہر کریں۔ اور اب ہم نے متی کی انجیل کا ترجمہ لکھنا اور چھپوانا شروع کیا ہے پانچ ہزار جلد چھپوانے پر ہیں۔ مگر یہاں سترہ کروڑ آدمی ہیں جن میں سے پانچ کروڑ پڑھے لکھے ہیں۔ پانچ کروڑ میں پانچ ہزار جلد کافی نہ ہوگی۔ اے خدا مدد بھیج ہماری آنکھیں تیری طرف لگی ہیں ✣

اور آج برہما دیس کا ایک پہلا دین حق کا متلاشی میرے پاس آیا اگرچہ اِس دو برس کے عرصہ میں میں نے بہتوں کو انجیل کی منادی سُنائی اور بعضے بعضے کئی مرتبہ میری ملاقات کو مکان پر آئے اور مسیحی دین کی بابت بات چیت بھی کی تو بھی مجھے ابتک یقین نہ ہوا کہ وے میرے پاس دین حق کی تلاش میں آئے۔ پر آج میں اپنے منشی کے ساتھ بیٹھا تھا ایک شخص اہل برہما سے جس کی صورت سے ظاہر ہوا کہ عزّت دار ہے ایک چاکر ساتھ لئے آکر میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے اِس خیال سے کہ کسی دنیاوی غرض سے آیا ہوگا اُس کا احوال پوچھا اُس نے یہہ سوال کرکے مجھے متعجّب کیا کہ عیسائی دھرم کی باتیں سیکھنے میں کتنے دن کا عرصہ لگے گا۔ میں نے کہا کہ اس سوال کا جواب نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر خدا اپنے فضل کی روشنی اور دانائی بخشے تو انسان بہت جلد سیکھ لے مگر بے مدد خدا کے آدمی تمام عمر اُس کے سیکھنے میں کوشش

کرتا رہے تو بھی حاصل نہو۔ پھر میں نے اُس سے پوچھا کہ آپ نے عیسیٰ کی بابت کیونکر اور کہانسے سُنا کیا کبھی اَور دفعہ بھی یہاں آئے تھے۔ اُس نے کہا میں یہاں کبھی نہیں آیا۔ تب میں نے پھر پوچھا کہ کیا تم نے عیسیٰ کی باتوں کی بابت کوئی رسالہ دیکھا ہی تو کہا کہ ہاں چھوٹے چھوٹے دو رسالے دیکھے ہیں۔ تب میں نے سوال کیا کہ خدا کیا ہی۔ اُس نے جواب دیا کہ اُس کی ذات ازلی اور ابدی اور موت سے پاک ہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ تک رہے گا۔ یہہ سُنکر میرے دل کو حیرت ہوئی کیونکہ ابتک میں نے برہما کے کسی شخص کی زبان سے ابدی خدا کا اقرار نہیں سُنا تھا۔ پھر میں نے اُسے ایک رسالہ دیا جس کو اُس نے پہچانا اور اُس کے ورقوں کو لوٹ لوٹ کر جا بجا سے پڑھنے اور اپنے چاکر کی طرف مُنہہ کرکے کہنے لگا کہ یہہ سچے خدا کی صفت ہی اور یہہ سچی راہ ہی۔ اور مجھ سے اَور کتابیں مانگیں اُس وقت کوئی کتاب اَور نہ تھی مگر انجیل متی کے پانچ باب کا ترجمہ تھا سو وہی دیا کہ وہ لیکر رخصت ہوا۔ اُس کی صورت اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ اُس کے دل میں کچھ تاثیر پیدا ہوئی اور میں جانتا ہوں کہ اُس کی بابت پھر مجھے کچھ لکھنا ہوگا۔ مجھے یقین ہی کہ خدا برہما کے لوگوں کو عیسیٰ کی طرف رجوع کرانے کی راہ تیار کرتا اور ہمکو جو یہاں پر ہیں اِس جلیل کام کے انجام کے لئے کسی نہ کسیقدر کام میں لاتا ہی۔ اور یہہ خیال مجھے خوشی سے بھر دیتا ہی اگرچہ میں نہیں جانتا کہ اپنی آنکھوں سے یہاں کے لوگوں میں سے کسی کو مسیح کا شاگرد دیکھوں گا تو بھی بادشاہ ہونے کے لئے اپنے حال کی حالت کو نہ چھوڑوں گا ٭

ماہ دسمبر ۱۸۱۷ء میں صاحب موصوف کو بیماری کے باعث تبدیل آب وہوا

کے لئے سمندر کے سفر کا اتفاق پڑا۔ ناموافق ہوا سے اُس جہاز کو جس پر وہ سوار تہا بہت نقصان پہنچا اور صاحب کی بیماری بڑھ گئی۔ اور روانگی سے تین مہینے تک جہاز کا اِدھر اُدھر پھرنے سے کہیں لنگر نہیں ہوا۔ اِس عرصہ میں ایسا ناتواں اور کمزور ہوگیا کہ بے مدد دوسرے کے اُٹھ نہ سکتا تھا۔ علاوہ اِس کے جو کھانے کی چیزیں اُس کے ساتھ تھیں کم ہوگئیں اِس سبب سے سڑا چاول کھانا پڑا۔ اور پانی کی کمتی بھی ہوئی کہ کئی ہفتہ تک بہت کم کم ملا۔ اور سوائے سڑے بھات اور تھوڑے پانی کے اَور کوئی چیز کھانے پینے کی نہ ملی۔ اور اُسے بخار کے باعث پیاس بہت لگتی ہردم پانی پانی پکارتا پر اپنی خواہش کے موافق نہ پاتا۔ آخر کو جہاز بندر مندراس سے ڈیڑھ سو کوس کے فاصلہ پر ٹھہرا جہاز کے کپتان نے صاحب سے دریافت کیا کہ کیا تم یہاں اُترو گے۔ وہ ایسا ناتواں اور بے حواس تھا کہ کپتان کی بات کو خواب خیال کیا۔ آخر کو وہاں کے کئی ایک انگریز اُس کا حال سُنکر اُس کے پاس جہاز پر آئے اور اُس کی کمزوری اور ناتوانی اور چہرہ کی زردی دیکھ کر بہت افسوس کیا۔ اور اُن میں سے ایک صاحب اُس کو وہاں سے اپنے مکان پر اُٹھا لیگیا اور ہر طرح کی حاجت روائی کی۔ جب اُسے صحت ہوئی اور کچھ طاقت آئی تو وہاں سے پالکی پر سوار ہوکر مندراس کو گیا اور وہاں کئی مہینے تک رنگون جانے والے جہاز کے انتظار میں رہا اگرچہ مندراس میں عیسائی لوگ اُس کی بہت خاطرداری کرتے تھے پر اُس کے دل کو اپنے گھرانے کی جدائی اور وہاں کے کام کی ابتری کے خیال سے بڑی گھبراہٹ رہتی۔ اور آنکھوں کی کمزوری کے باعث مشکل سے کچھ لکھ پڑھ سکتا تھا اگرچہ وہ

وہاں رہنے سے گھبراتا اور وہاں پر ٹھہرنے کے انتظام سے آگاہ نہ تھا تو بھی سمجھا کہ یہہ انتظام الٰہی حکمت سے خالی نہیں۔ گو میرا تاریک دل اِس انتظام کے بھید کو دریافت نہیں کر سکتا پر یقین ہے کہ خدا اس سے کچھ نہ کچھ بھلائی ظاہر کرے گا ؛

القصہ ماہ جولائی ۱۸۱۸ء کو ایک جہاز رنگون کو چلا تو اُس پر سوار ہو کر سات مہینے کی جدائی کے بعد رنگون میں پہنچکر اپنے دوستوں سے ملا۔ اِس عرصہ میں یہاں بڑے بڑے صدمے پُر ہول اُس کے ہمراہیوں پر گذر گئے۔ وہاں کے حاکم نے اُنہیں دربار میں طلب کر کے بڑی دھمکی اور تاکید سے حکم دیا کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ اِس سے اُنہیں بڑی حیرانی اور پریشانی ہوئی کہ اب ہم کس کے پاس جا کر منّت کریں کہ یہاں رہنے پاویں۔ آخر کو صاحب موصوف کی میم صاحبہ نے اپنا دل قوی کر کے حاکم کے پاس جا اپنے ہاتھ سے عرضی دی اور نہایت لاچاری سے منّت کی تو حاکم مذکور نے اُس کی لاچاری پر ترس کھا کر وہاں رہنے کی اجازت دی۔ میم صاحبہ کی کوشش سے رہنے کی پروانگی تو ملی پر آگے کے بہ نسبت اب اُس کے پاس متلاشیان دیں کی آمد و رفت کم ہو گئی۔ اور اُنہیں دنوں صاحب کے سفر دریا سے واپس آنے سے پہلے وہاں ہیضہ کا بھی بہت زور ہوا اکثر آدمی مر گئے اور چھ مہینے سے صاحب کی کچھ خبر اُن کی میم صاحبہ اور ہمراہیوں کو نہ ملی تھی اِس سبب سے اُنہیں اور بھی بڑی فکر تھی۔ پھر وہاں کے رہنے میں ہیضہ کی بیماری اور ستائے جانے کا خوف ہوا اِس سبب سے اُن کے ہمراہیوں نے وہاں سے اور کہیں چلے جانے کا ارادہ کیا۔ پر میم صاحبہ نے دلیری سے اُنہیں روکا یہانتک کہ آپ اکیلی وہاں رہنے پر راضی ہو گئی۔ تب وے سب اپنے ارادے

سے باز رہے۔ چنانچہ اِس حالات کے ایک مہینے کے بعد صاحب سفر دریا سے واپس آکر اُن لوگوں سے ملے ؛

ماہ اگست ۱۸۱۸ء کو اُس کی میم صاحبہ نے صاحب کے خیر و عافیت سے واپس آنے کی خوشخبری اپنے ماباپ کو یوں لکھی کہ "اے میرے پیارے ماباپ مجھے ابھی یہہ خبر ملی کہ میرا شوہر سمندر کے سفر سے لوٹ کر گھر کے قریب آپہنچا۔ اِس خوشی کی خبر نے میرے دل سے مہینوں کی جدائی کے رنج و غم کو دُور کر دیا اب میں اپنی اُس بے اعتقادی کی شکایت سے جو اُس کی جدائی میں کی تھی شرمندہ ہوں" ؛

اور اُسی سنہ میں امریکہ سے دو مسیحی ہم خدمت صاحب موصوف کی مدد کو رنگون میں پہنچے۔ تھوڑے روز بعد صاحب اُن کو اپنے ہمراہ حاکم شہر کی ملاقات کرانے کو لیگیا اگرچہ حاکم اُس وقت اپنے کسی ضروری کام میں مصروف تھا پر اُن سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آیا اور بڑی عزّت سے ملاقات کی۔ اور خوشی سے وہاں رہنے کی اجازت دی۔ اور اُن کی میم کو اپنی عورتوں سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی اور بڑی عزّت سے اُن کو رخصت کیا فقط۔

## چوتھا باب

جڈسن صاحب کی کوشش کے پہلے پھل کے بیان میں

اب وہ برہما کی زبان سے بخوبی واقف ہوا اور اُس زبان میں اچھی طرح منادی کرنے اور تعلیم دینے لگا۔ اُس کا یقین اور ایمان اِس بات پر قوی تھا کہ خدا نے

انجیل کو اپنی قدرت کا ہتھیار ٹھہرایا ہے۔ اور اِس ہتھیار سے لوگوں کو اپنی مرضی کے قبضہ میں اور اپنے بیٹے کے جھنڈے تلے ضرور لائے گا۔ اور یقین رکھتا کہ قادر مطلق کے نزدیک کوئی کام کیسا ہی مشکل کیوں نہو آسان ہے۔ اسی امید پر مسیح کے آخر حکم کی تعمیل یعنی لوگوں کو انجیل کی منادی سُنانے پر کمال دلسوزی اور سرگرمی سے مستعد ہوا اور اپنے مکان کے نزدیک چوراہا پر ایک منادی خانہ بنوایا۔ اکثر اُس میں بیٹھ کر اُدھر سے آنے جانیوالوں کو نجات کی خوشخبری سُنائی اور انجیل کی قدرت اور خدا کے فضل پر کبھی شک نہیں لایا۔ ہمیشہ یہی یقین رکھا کہ خدا کے نزدیک بے دینوں اور لامذہبوں کو عیسیٰ مسیح کی طرف رجوع کرانا کچھ بڑی بات نہیں +

۱۸۱۹ء کو اُس منادی خانہ میں ایک روز کی منادی کی کیفیت یُوں لکھی کہ "آج میں نے کئی شخصوں کو جو منادی خانہ کے نزدیک رہتے ہیں بلا کر نجات کی خوشخبری سُنائی۔ وے لوگ گرجا کے قاعدے سے واقف نہ تھے اِس سبب سے شور و غُل کرتے رہے" +

صاحب موصوف ایک روز اُس ملک کے ایک مشہور پنڈت کی منادی سُننے کو گیا دیکھا کہ وہ پنڈت سائبان میں ایک چوکی پر جو ڈیڑھ فٹ کی اونچی تھی بیٹھا اپنی زبان میں وعظ کر رہا اور سب لوگ چٹائی پر ایک طرف عورتیں اور ایک طرف مرد بیٹھے سُن رہے ہیں۔ بعضے صاحب کو دیکھکر بولے کہ یہہ انگریزوں کا گرو ہے اور وہاں کے لوگوں نے اُس کا لقب گرو یا اُستاد ٹھہرایا تھا۔ اُن کی عبادت کا طریقہ یہہ ہے کہ سب کوئی پھول اور پتے اُلٹی انگلیوں سے اُٹھا کر اپنے ماتھے پر رکھتے اور پرستش ختم ہونے تک ویسا ہی رکھتے ہیں۔ اور اُن کا گرو اپنی کتاب سے ہندوستان

کے پنڈتوں کی مانند کچھہ پڑھتا ہے۔ اور اُس روز کہ صاحب اُس کا وعظ سُننے گیا اُس نے اپنے مذہب کے دو شاگردوں کے جلال کی تعریف آدھے گھنٹے تک بیان کی۔ پھر ہر ایک نے تھوڑے تھوڑے الفاظ دعا کے کہہ کہہ کر اپنی اپنی راہ لی ✤

ایک دن ایک جوان ماؤنگ کونامے اتوار کے گرجا کے وقت صاحب کے منادی خانہ میں آیا۔ پہلے اُن کی منادی سُنکر کچھہ شور کیا پھر صاحب سے ایک رسالہ لیکر چلا گیا۔ جس کے دو تین روز بعد پھر صاحب موصوف کے پاس آکر دینی باتوں کی بابت گفتگو کی۔ صاحب نے عیسیٰ مسیح کی محبّت اور اُس کے دُکھہ اُٹھانے کی حقیقت ایسی خوبی سے بیان کی کہ اس کے دل پر بہت موثر ہوئی۔ اور رخصت ہوتے وقت یہہ وعدہ کیا کہ میں آنیوالے اتوار کو پھر گرجا میں حاضر ہونگا اور اپنا نام بتلا کے یہہ درخواست کی کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ میری عاقبت بخیر ہو ✤

اُن دنوں رنگون میں اِس بات کا چرچا پھیل رہا تھا کہ بادشاہ کا یہہ حکم ہے کہ جو شخص اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرے گا اُس کی سزا ہوگی۔ اِس سبب سے لوگ عیسائی دین قبول کرنے سے ڈرے اور صاحب کو یہہ صلاح دی کہ جب تک یہاں کا بادشاہ اِس دین کو خود نہ مانے گا یا یہہ حکم نہ دے کہ جسکو جو مذہب اچھا معلوم ہو اُسے قبول کرے تب تک یہاں عیسائی دین کو ترقی نہوگی۔ اور صاحب نے اُن کو سمجھایا کہ تم خداوند عیسیٰ مسیح کی قدرت اور اُس کی ذی اختیاری پر بھروسا رکھہ کر قایم رہو۔ پر اُن کی بات چیت سے یہی ظاہر ہوتا کہ وے وہاں کے بادشاہ کا خوف رکھتے ہیں ✤

ایک جوان مانگ تونامے کئی بار صاحب کے پاس ملاقات کو آیا اور صاحب کو

اُس کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ اُس کے دل پر خدا کے فضل کی تاثیر پیدا ہوئی۔ کیونکہ اُس نے اپنے گناہوں پر افسوس کر کے عیسیٰ مسیح پر ایمان لانے کا اقرار کیا اور کہا کہ "عیسیٰ مسیح کے سوا اور کوئی میری تمام زندگی کے گناہوں کو مٹا نہیں سکتا"۔ اِس شخص کی عمر قریب ۳۵ برس کے تھی اور کہیں گھر بار نہ رکھتا محنت مزدوری سے گذر کرتا تھا۔ اُس کا ذہن نہ بہت تیز تھا نہ کُند سو صاحب نے اُس کی باتیں سُنکر اُس کو صاف صاف کہدیا کہ مسیح پر ایمان لانے سے تمکو اِس جہان میں دُکھ اور درد کے سوا کچھ اور نہ ملے گا۔ اُس نے جواب دیا کہ مجھے مسیح کے لئے مرنا اُس سے بہتر ہے کہ اِس دنیا کے تھوڑے دن کے آرام کے سبب ہمیشہ کے لئے دوزخ کے دُکھ میں پڑوں۔ ایک روز وہ جنگل سے لکڑی لانے کے لئے دور جانے پر تھا اور صاحب کو کہ اُس کی تنگی اور تکلیف دیکھنے سے اُس کی مدد کرنے کی بڑی خواہش تھی۔ پر اِس خیال سے کچھ مدد نکی کہ اگر میں اُسے کچھ دونگا تو اپنے دل میں سمجھیگا کہ عیسائی ہو جانے پر میری بڑی پرورش ہوگی اور اِس امید سے مسیح پر ایمان لائیگا تو اُس کا ایمان کامل نہ ٹھہرے گا اور درد دکھ کی حالت میں رہکر اپنا بھروسا مسیح پر رکھیگا تو اُس کے ایمان اور محبّت کی جانچ ہو جائیگی۔ پس اِس خیال سے باوجودیکہ اُس کے ساتھ مالی مدد کرنی منظور تھی اُسے روحانی مدد پر موقوف رکھ کر اُسکے ساتھ تنہائی میں یہہ دعا کی کہ خداوند عیسیٰ مسیح اُس کے ساتھ رہے اور برکت دے۔ جب وہ کئی دن بعد لوٹا تو صاحب موصوف کو اِس مضمون کا خط لکھا کہ میں ماؤنگ تو جو آپ کی مہربانی کا احسانمند ہوں آپ کی خدمت میں یہہ عرض کرتا ہوں کہ جب سے میں نے سُنا کہ آپ لوگ اِس ملک میں نجات کی راہ بتلانے آئے نہ سوداگری سے نفع اُٹھانے۔ تب سے میرا دل

خوشی اور محبّت سے بھر گیا سو میں ایمان لاتا ہوں کہ خداوند عیسیٰ مسیح نے خدا کا بیٹا ہو کر گنہگار انسان کے گناہوں کے بدلے بہت دُکھ درد سہا اور اُن کے گناہوں کے کفارہ میں اپنی جان دی۔ سو میں کہ بھاری بوجھ سے لدے ہوئے آدمی کی طرح اپنے تئیں اپنے گناہوں کی سزا کے لایق سمجھتا ہوں۔ مسیح میں پناہ لیکر بپتسما کی راہ سے اُس کا اقرار کرنا اور شاگرد ہونا چاہتا ہوں۔ اِس لئے آپ سے میری یہہ التماس ہے کہ مجھے بپتسما دیجئے۔ خداوند عیسیٰ مسیح کے فضل سے آپ یہاں آئے اور ہم باہم ملے اب میری یہی آرزو ہے کہ کوئی دن مقرر ہو کہ میں حاضر ہو کر بپتسما لوں۔ میں نے جب سے آپ کو دیکھا تب سے ابدی خدا کو پہچانا اِس لئے منّت کرتا ہوں کہ دین حق کی راہیں مجھ پر ایسی کھولیں کہ میری پُرانی انسانیت نیست ہو اور نئی انسانیت کی ترقی ہو۔ پس صاحب کو یقین ہوا کہ اُسکا اقرار پکّا ہے اِس لئے اُسے کلیسیا میں شامل کرنا منظور کیا اور ایک اتوار کو اُسے اپنے پاس بلا کر اُس کے ایمان اور امید اور محبّت کی بابت کئی ایک سوال کئے۔ اور اُسے سچّا متلاشی پایا تو ایک تالاب پر لیجا کر بپتسما دیا ❖

صاحب نے ۱۴ جولائی سنہ مذکور کے روزنامچہ میں یہہ لکھا کہ آج پہلا پھل اِس ملک کا ایک عیسائی عشاء ربّانی میں ہمارا شریک ہوا خدا کے فضل سے میری وہ برکت جس کی انتظاری مجھے ایک مدّت سے تھی پوری ہوئی کہ دو زبان میں عشاء ربّانی کی رسم ادا ہو ❖

اُنہیں دنوں میں صاحب کی میم صاحبہ نے بھی رنگون کی عورتوں کو جمع کر کے اُن کے ساتھ دین کی بات چیت کی اور اُس کی گفتگو سے اُن عورتوں

کے دلوں پر کچھ اثر معلوم ہوا ✦

اور صاحب موصوف نے اپنا ایک چھوٹا سا رسالہ لوگوں کو تقسیم کیا اور وہاں کے اکثر لوگ صاحب کے پاس آکر اُس رسالہ کو لیجانے لگے۔ اِس سبب سے عیسائی مذہب کا چرچا اُس ملک میں دُور دُور تک پھیل گیا ✦

ایک دن وہاں کے کئی ایک مسلمان صاحب موصوف کے پاس آئے اور عیسیٰ کی انسانیت اور اُلوہیت کی بابت بہت کچھ گفتگو اور بحث کی۔ آخر کو یہہ کہکر رخصت ہوئے کہ اِسوقت تو ہم جاتے ہیں پھر آویں گے تو آپ کو مسلمان کریں گے یا ہم خود عیسائی ہو جائیں گے ✦

اُسی سنہ میں ایک جوان ماونگ تہلا نام صاحب موصوف کے منادی خانہ پر دین کی باتیں دریافت کرنے کو آیا وہ پڑھا لکھا اور بہت کتابوں سے واقف تھا صاحب نے اُس کا حال پوچھا تو ایک آہ بھر کے بولا کہ ہم سب گنہگار اور سزا کے لایق ہیں اور اِس بودھ مذہب میں کوئی راہ بچنے کی دیکھہ نہیں پڑتی۔ صرف عیسائی مذہب میں گناہ کی معافی اور نجات کی راہ نظر آتی ہے اور نہ صرف گناہ کی معافی بلکہ بہشت کی امید بھی ہے۔ اِس لئے میں اِس دین کو قبول کرنا چاہتا ہوں پر میرا دل ایسا خراب اور کمزور ہے کہ میں خدا کے حکموں کو بخوبی ادا نہیں کر سکتا۔ اِس بات کے بعد صاحب سے پوچھا کہ آیا خداوند عیسیٰ مسیح پر دل سے ایمان لانا کافی ہے یا ظاہر میں بھی اُس کا اقرار کرنا ضرور ہے۔ اور صاحب نے اُس کے جواب میں اُسے اِس خوبی سے سمجھا دیا کہ اُس کے دل میں مسیح پر ایمان لانے اور اُس کے اقرار کرنے میں کچھ شک و شبہہ

باقی نرہا۔ اور اُس شخص کی بہن بھی میم صاحبہ کے پاس آکر اکثر دین کی بابت بات چیت کیا کرتی اور میم صاحبہ اُسے تنہائی میں دین کی باتیں بتلاتی اور اُس کے ساتھ دعا کرتی تھی ✦

ایک روز اُس نے اپنی پڑوسن سے کسی بات پر لڑائی کی پر جب اُس کا غصّہ تھما تو اُس کو اُس لڑائی سے اپنے دل کی بُرائی معلوم ہوئی تو بہت پچھتائی۔ اور سمجھا کہ جب تک مجھے نیا دل نہ ملے گا ہرگز مسیح کے شاگرد ہونے کے لایق نہ ہوؤں گی ✦

اور اُن دنوں میں ایک آدمی اَور ماؤنگ بیانا مے جس کی پچاس برس کی عمر تھی اور اپنے اچھے کاموں پر نجات کا بڑا بھروسا رکھتا تھا صاحب کے پاس آکر دینی باتیں دریافت کرتا۔ اُس کا دل ایسا تاریک اور عقل ایسی کوتاہ تھی کہ صاحب اُس کے سکھلانے میں اکثر بیدل ہو جاتے تھے۔ آخر کو انجیل کی تعلیم اُس کے دل پر ایسی موثر ہوئی کہ عیسیٰ مسیح پر ایمان لانے اور اُس کے اقرار کرنے پر تیار ہُوا۔ اور چند روز بعد ماہ اکتوبر میں اُن دونوں یعنے ماؤنگ تہلا اور ماؤنگ بیانے اپنے خط میں مسیح پر ایمان لانا ظاہر کر کے صاحب سے درخواست کی کہ ہمکو پوشیدگی میں بپتسما دیجئے۔ صاحب نے اُنہیں جواب دیا کہ جو تمہاری محبّت مسیح کی طرف ایسی کم ہے کہ اُس کے لئے مرنے پر تیار نہیں ہو سکتے تو ابھی تھوڑے روز تامل کرو کہ ابھی تم بپتسما پانے کے لایق نہیں ہو۔ اُس کے دو ہفتہ بعد پھر اُنہوں نے ایسی عرضی لکھی کہ اچھا ہمکو ظاہر میں بپتسما دیجئے مگر ایسی جگہہ میں جہاں بھیڑ نہ ہو۔ اِس سے صاحب کو معلوم ہوا کہ وے ظاہر میں مسیح کے اقرار کرنے سے نہیں شرماتے صرف ظاہر میں بپتسما لینے میں ناحق مارے جانے سے ڈرتے ہیں سو ایک روز شام کے وقت اُنہیں اُن کے کئی ایک دوستوں کے سامنے بپتسما دیا ✦

اور اُن دنوں ملک برہما کا ایک بڑا مشہور عالم اکثر صاحب کی ملاقات کو آیا کرتا اور دیر دیر تک دینی باتوں میں بحث کرتا رہتا تھا۔ ایک دن اپنے کئی ایک شاگردوں کو ساتھ لیکر آیا اور دس بجے دن سے شام تک صاحب سے مباحثہ کرتا رہا۔ اور جب اُس کے شاگرد رخصت ہو گئے اور وہ اکیلا رہ گیا تو موافق دستور برہما کے جیسا چھوٹا آدمی بڑے آدمی کے آگے جھک کر اُس کی بزرگی کرتا ہی صاحب کے سامنے جھک کر کہا کہ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں آپ مجھے ہدایت کریں۔ اس کے بعد صاحب سے کہا کہ مجھے آپ کی ملاقات سے پہلے اپنے علم اور راستبازی پر بڑا بھروسا تھا پر اب معلوم ہوا کہ میں بڑا گنہگار اور دوزخ کے لایق ہوں۔ سو آپ بتلادیں کہ میں کیونکر عیسیٰ مسیح کے ثواب اور اُس کے فضل میں شریک ہو سکتا اور اپنے گناہوں کی معافی پا سکتا ہوں۔ صاحب نے اُس کو مسیح کے کفارہ کی حقیقت سُنائی تو بولا کہ بیشک یہہ بات درست ہی اور ایک دن صاحب سے بحث کرتے وقت مان لیا اور کہا کہ یہہ باتیں جو میں نے کہیں اُنہیں سچ نہیں جانتا وہ تو فقط آپ کے مذہب کی باتیں دریافت کرنے کو کہیں تھیں میں خدا اور اُس کے بیٹے عیسیٰ مسیح اور اُس کے کفارہ پر ایمان لاتا ہوں۔ یہہ سُنکر صاحب نے سوال کیا کہ کیا آپ ایماں لاتے ہیں کہ خدا کا بیٹا صلیب پر مُوا؟ اُس نے جواب دیا کہ میں مسیح کی موت کو تو مانتا ہوں مگر اس کو نہیں مانتا کہ اُس نے صلیب کی پُر شرم موت کو سہا۔ تب صاحب نے کہا کہ تم مسیح کے سچے شاگرد نہیں ہو کیونکہ سچا شاگرد یہہ نہیں دریافت کرتا کہ یہہ بات میری سمجھ کے موافق نہیں ہی۔ بلکہ یہہ دریافت کرتا ہی کہ خدا کے کلام میں لکھی ہی یا نہیں اور اُس کو خدا کی گواہی کے آگے اپنے علم کا غرور نہیں رہتا۔ سوای استاد

آپ کا غرور ابھی تک نہیں ٹوٹا سو آپ اپنے علم کے غرور کو چھوڑ دیں اور خدا کے کلام کی پیروی کریں۔ اُس نے کہا کہ جب آپ یہہ باتیں کہہ رہے تھے تب ہی مجھے اپنی بھول پر آگاہی ہوئی بیشک مجھے ابتک اپنی عقل پر بھروسا رہا نہ خدا کے کلام پر۔ مگر اب میں نے عیسیٰ مسیح کے مصلوب ہونے کو مانا اس لئے کہ پاک نوشتوں میں لکھا ہے ؛

اُس عالم کے مخالفوں میں سے کسی نے حاکم سے ظاہر کیا کہ فلانا اپنا مذہب چھوڑ کر نیا مذہب اختیار کرنے پر ہے اور حاکم نے اس بات کی تحقیقات کا حکم دیا۔ اس سبب سے وہ صاحب کے پاس آگے کی بہ نسبت کم آتا اور صاحب نے یہہ بات سُنی تو سمجھا کہ جب تک اس ملک کے بادشاہ سے اجازت نہو گی کہ جس کو جو دین پسند آوے اُسے قبول کرے تب تک ہمارا کام جیسا چاہئے نہو گا۔ اور یہہ سمجھکر کہ ایک ہی جو بادشاہ سے بڑا ہے جس کے تخت کے سامنے ہمیشہ اپنی خواہش ظاہر کر سکتے ہیں۔ یوں دعا کی کہ اے خداوند عیسیٰ ہمارے حال کی حالت پر نظر کر اور خطرہ کی راہ میں ہمارا ہادی ہو ؛

# پانچواں باب

جڈسن صاحب کا معہ اپنے ہمراہیوں کے رنگون سے شہر آوا کو جانا

صاحب موصوف کی منادی سے رنگون کے باشندوں کے دلوں میں بڑی تاثیریں پیدا ہوئیں۔ اگرچہ ظاہر میں ابھی تک تین ہی شخصوں نے مسیح کا اقرار کر کے بپتسما لیا پر ایسے بہت تھے جو پوشیدہ مسیحی دین کی خوبی سے واقف ہو کر اُسے قبول کرنے پر تیار تھے۔ مگر اب وہاں کے حاکموں سے ستائے جانے کے ڈر سے صاحب کے

پاس صرف نئے متلاشیوں کا نہیں بلکہ پُرانوں کا آنا جانا بھی موقوف ہونے لگا۔ اِس لئے صاحب اور اُس کے ساتھیوں کی یہہ صلاح ہوئی کہ دار السلطنت آوا کو چلکر اِس دین کے قبول کرنے والوں پر مزاحمت نہونے کی درخواست بادشاہ سے کریں چنانچہ بادشاہ اور اُس کے اہلکاروں کی نذر کے لئے کئی ایک قیمتی چیزیں جن میں ایک بیبل خاص بادشاہ کے واسطے تھی جس کی جلد پر سنہری نقش تھے اپنے ساتھہ لیکر رنگون سے آوا کو گئے ٭

اُن کے اُس سفر اور بادشاہ کے دربار میں رسائی کی کیفیت یوں ہے۔ کہ اُنہوں نے اپنی کشتی سے اُتر کر پہلے ایک سردار سے ملاقات کی اور اُس کے وسیلے سے بادشاہ کے دیوان تک پہنچے۔ اور دیوان نے اُن کی اطلاع بادشاہ کو کی بادشاہ نے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا تب وہاں کو چلے۔ محل کے پھاٹک پر اُنہیں اِس سبب سے دیر تک کھڑا رہنا پڑا کہ دربانوں نے دستور کے موافق اُن کے اندر جانے کی پروانگی کو تحقیق کر لیا تب بھیتر جانے دیا۔ تو وے پہلے دیوان کے پاس گئے اُس نے اُنہیں بڑی عزّت سے اپنے نزدیک بٹھایا تب اُنہون نے دیوان سے اپنے وہاں آنے کی خواہش مفصّل بیان کرکے بادشاہ کے حضور میں اپنی عرضی اور بیبل کے نذر گذرانے کی درخواست کی۔ دیوان نے اُن کی عرضی لیکر کچھہ تھوڑا سا پڑھا پھر دریافت کی راہ سے عیسائی مذہب کی بابت کئی ایک سوال کئے۔ اتنے میں بادشاہ کے وہاں آنے کی خبر معلوم ہوئی تو دیوان اور سب اہلکار اپنے اپنے لباس پہنکر کھڑے ہو گئے۔ اور دیوان صاحب لوگوں کو اپنے ہمراہ لیکر بادشاہ کے اجلاس کی طرف لے چلا۔ اور کئی ایک

بلند اور عالیشان دالانوں میں ہو کے ایک نہایت بلند اور عمدہ دالان میں پہنچے جس کی لمبائی اور چوڑائی اور در و دیوار کی اونچائی دیکھ کر صاحب لوگ حیرت میں ہوئے۔ اور قسم قسم کے شفاف اور چمکتے ہوئے نقش و نگار کی صفائی اور چمک سے اُن کی آنکھوں کو چکا چوند لگ گئی۔ ذرا دیر وہاں ٹھہرے تھے کہ بادشاہ کی آمد معلوم ہوئی تو صاحب لوگوں کے سوا اور سب نے جو وہاں حاضر تھے اپنے سر زمین پر رکھے۔ اِس میں بادشاہ لباس فاخرہ پہنے اور ہاتھ میں سُنہرے قبضہ کی تلوار لئے بڑی شان و شوکت سے وہاں آیا۔ اور صاحب لوگوں تک پہنچا تو کھڑا ہو کے پوچھا کہ یہہ کون ہیں؟ جڈسن صاحب نے عرض کی کہ حضور ہم اُستاد ہیں۔ تب اُن سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ کیا تم اِس ملک کی زبان میں گفتگو کر سکتے ہو اور کیا تم وہی لوگ ہو جن کا ذکر کل رات کو دربار میں ہوا؟ صاحب موصوف نے کہا کہ ہاں حضور ہم وہی لوگ ہیں۔ پھر بادشاہ اُن سے دیر تک اسی قسم کی گفتگو کرتا رہا کہ تم لوگ یہاں کب آئے ہو اور تمہاری شادیاں ہوگئیں یا نہیں؟ اور جڈسن صاحب اُس کی ہر ایک بات کا جواب شایستگی سے دیتے رہے اور بادشاہ کی گفتگو اور اُس کے چہرہ سے صاحب لوگوں کو معلوم ہوا کہ اُن سے راضی اور خوش ہے۔ اور جب بادشاہ اپنے اجلاس کی مسند پر بیٹھا تو دیوان نے اُن کی عرضی پڑھکر سُنائی عرضی کا مضمون یہہ تھا ✦

ہم امریکہ کے اُستاد اپنے وطن سے اِس ملک شاہی میں جو بادشاہ کی قدرت سے نہایت آسودہ و آباد ہے آئے۔ اور بادشاہی عملداری کے رنگون شہر میں پہنچے تو اِس امید سے کہ بادشاہ کی جو خشکی اور تری کا حاکم ہے احسانمندی پاویں۔ رنگون کے حاکم سے

اجازت لیکر بادشاہ کے سنہرے چہرہ دیکھنے کو آئے اور اب سنہرے قدم تک پہنچے۔
امریکہ کے بڑے ملک میں ہم لوگ اُستاد کہلاتے ہیں اور پاک نوشتوں کا مضمون بتلاتے
ہیں۔ اور جو اُن پاک نوشتوں میں لکھا ہے کہ ہم دُور ملکوں میں جاکر اِس مذہب کی منادی
کریں اور پھیلا دیں تو بڑا فائدہ ہو۔ کیونکہ وے جو اِس دین کی باتیں بتلاتے اور وے
جو اِس کو قبول کرتے ہیں آنیوالی سزا سے چھوٹ کر بہشت کی ابدی خوشی حاصل کریں گے
اس لئے بادشاہ کے حضور میں جو ملک کا مالک ہے حاضر ہوئے کہ ہمکو اِس بات کی اجازت
ملے کہ ہم عملداری شاہی میں اپنے مذہب کی منادی کریں۔ اور جو اُس کو سُنکر ہمارا مذہب
اختیار کرنا چاہے وہ بادشاہی روک سے آزادی پاوے ٭

عرضی سُنکر بادشاہ نے اپنا ہاتھ بڑھاکر خود عرضی اُٹھالی اور غور سے پڑھنے لگا۔
اتنے میں جڈسن صاحب نے اپنا ایک رسالہ چھپا ہوا جو بہت صاف اور نہایت خوش
خط تھا دیوان کے ہاتھ میں دیا اور اپنے دل کو دعا کے وسیلہ سے خدا کی طرف رجوع
کیا۔ کہ اَے خدا تو اِس ملک برہما اور اُس کے مالک پر رحم کر۔ پھر بادشاہ نے اُس رسالہ
کو دیوان کے ہاتھ سے لیکر خود پڑھا۔ جب اُن دو جملوں تک پہنچا کہ "ایک ہی ازلی
اور ابدی خدا ہے جو غیر فانی اور بے تبدیل ہے اُس کے سوا کوئی اَور خدا نہیں"۔ تو بڑی بے
پرواہی سے رسالہ کو پھینک دیا۔ یہہ حال دیکھکر دیوان نے اپنے مالک کی مرضی پہچان کر
صاحب لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم اِس بات کی اجازت کیوں مانگتے ہو کیا انگریز
اور پرتگیز اور محمدی وغیرہ اپنے اپنے مذہب کے موافق خدا کی بندگی نہیں کر سکتے ؟
تمہاری درخواست کے باب میں بادشاہ کے حضور سے کچھ حکم نہیں ہوتا اور نہ تمہارے

پاک نوشتہ کی یہاں کچھ ضرورت ہے انہیں یہاں سے اُٹھاؤ اور لیجاؤ۔ بعد اِس کے ایک صاحب کی حکیمی اور طبابت کا ذکر آیا تو بادشاہ نے حکم کیا کہ انہیں ہمارے حکیموں کے پاس لیجاؤ اُن کے امتحان میں ہمارے علاج کرنے لایق ہوں تو حضور میں لاؤ۔ بادشاہ تو یہہ حکم دیکر اُٹھ گیا اور دیوان نے وہ سب نذر کی چیزیں اُن کو واپس دیکر رخصت کیا۔ اور وے برخلاف محل میں جاتے وقت کے آتے وقت بہت جلد بے روک ٹوک باہر نکل آئے۔ پر اُسی وقت دھوپ کی تیزی میں ایک شخص اُن کو امتحان کے لئے بادشاہی طبیب کے پاس لیگیا اُس نے دو ایک باتیں پوچھکر کہدیا کہ یہہ بادشاہ کے علاج کرنے قابل نہیں ہیں۔ تب اُنہیں اپنی ناؤ پر جانے کی مہلت ملی ناچار وہاں سے مایوس پھرے اور سمجھا کہ شاہ برہما کو خاقانِ چین کی طرح اپنے ملک میں دوسرے مذہب کا جاری ہونا منظور نہیں ؛

جب اُن لوگوں نے اپنی اُس ساری تکلیف اور مصیبت کا جو اُس سفر میں کھینچا پھل نہ پایا اور تین روز تک برابر دھوپ میں چار کوس کی مسافت کے مقدار اِدھر اُدھر بادشاہی محلوں میں منّت کرتے پھرنے سے اُن کے دل وجان وبدن میں ماندگی اور تھکائی آگئی۔ پر اپنے دل کو اِس خیال سے تسلّی دی کہ یہہ خدا کا انتظام ہے اور فایدہ سے خالی نہیں۔ اگر ہم اِس کے انجام کو دریافت کرسکیں تو خدا کی بڑی تعریف کریں کہ وہ اِس انتظام سے اپنی کلیسیا اور اپنے لوگوں کے لئے بڑا فائدہ نکالے گا ؛

آخر کو وہاں سے لوٹنے کی تدبیر کرکے رنگون کو روانہ ہوئے۔ راہ میں ایک قدیم متلاشیِ دین ملا اور پوچھا کہ میں نے جب سے آپ لوگوں کی تعلیم پائی کسی بُت کی

پرستش نہیں کی۔ سو میں مسیح کا شاگرد ہوا یا نہیں۔ صاحب نے کہا شاید تم دل میں مسیح کے شاگرد ہو پر ظاہر میں سچے شاگرد نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ تم میں اتنا ایمان اور دلیری نہیں کہ موت اور تکلیف سے بے خوف ہو کر بپتسما لینے کا حکم مانو۔ عیسیٰ مسیح کی باتوں پر جو اُس نے آسمان پر چڑھتے وقت کہا غور کرو کہ وہ جو ایمان لاتا اور بپتسما پاتا ہی نجات پائے گا ✤

جب وے لوگ آوا سے لوٹ کر رنگون میں پہنچے تو یہہ صلاح کی کہ اب یہاں سے چلکر بنگال کے اُس حصہ میں جو ارکن اور بنگال کے بیچ میں ہی ٹھہریں اور منادی کریں۔ چنانچہ وہاں کے اُن لوگوں کو جو مسیح پر ایمان لا کے بپتسمے چکے تھے بُلایا اور اُنہیں اپنے مذہب پر ثابت اور قایم پاکر بہت خوش ہوئے۔ اور اُن کو اپنی صلاح و تجویز پر اطلاع دی تو وے بہت آزردہ اور دلگیر ہوئے۔ اور کہا کہ یہاں بہت لوگ اِس مذہب کی بابت غور کرتے اور اُس کی خوبیاں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ سو جب آپ لوگ یہاں نہ رہیں گے تو اُن کو تعلیم اور بپتسما کون دے گا۔ اور اُن میں سے ایک نے یہہ بھی کہا کہ آپ لوگوں کے اِس ارادہ کی خبر نے ہمارے دلوں کو رنج و غم سے بھر دیا کیا آپ لوگ ہمکو چھوڑ کر اور کہیں چلے جانے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اگرچہ یہاں رہنے سے ظاہر میں بہت خطرات اور مشکلات نظر آتی ہیں پر یہہ سمجھنا چاہیئے کہ یہہ کام خداوند کا ہی نہ ہمارا۔ جب وہ اپنے فضل کی روشنی چمکائے گا تو یہہ مذہب اِس ملک میں اِس غلبہ کے ساتھ پھیل جائے گا کہ کسی کو اُس کے مزاحمت کی طاقت نہو گی۔ یہہ باتیں سُنکر صاحب لوگوں نے اُن کو تسلی دی اور کہا کہ خیر اگر خدا کی یہی

مرضی ہوگی تو ہم تم لوگوں کو چھوڑ کر کہیں نہ جائیں گے۔ چنانچہ بعد اِس گفتگو کے صاحب لوگوں نے یہہ صلاح کی کہ ہم میں سے ایک شخص چٹگام میں جاکر یہہ بندوبست کرے کہ جب یہاں ہمپر کچھہ ظلم و جبر ہو تو وہاں چلکر ٹھہریں۔ اور اِس بندوبست کے واسطے کوآمن صاحب چٹگام کو گئے +

اور مقام رنگون میں نہ صرف مرد ہی مرد جڈسن صاحب کے پاس دین کی تحقیق اور تعلیم کے لئے آتے بلکہ عورتیں بھی اُن کی میم صاحبہ کے نزدیک دین کی باتیں سُننے اور سیکھنے کو آیا کرتیں۔ چنانچہ اُن میں سے ایک عورت کی درست اعتقادی کا ذکر یہہ ہی کہ ایک دن اُس نے میم صاحبہ سے کہا کہ اِس دین نے مجھہ پر اپنی وہ تاثیر دکھلائی کہ میں مسیح کے شاگردوں کو اپنے سارے عزیزوں اور رشتہ داروں سے زیادہ پیار کرتی ہوں اور متلاشیوں میں سے کئی ایک شخص دل میں مسیح کے ماننے اور اصطباغ لینے پر تیار تھے اور ظاہر میں اقرار کرنے سے خوف کھاتے تھے اور اُن میں سے ایک بہت بڑا مقدور والا تھا جس نے اِس سے پہلے مندر بنوانے اور دیوتاؤں کو نذر بھینٹ چڑھانے میں اپنا بہت مال خرچ کیا۔ پر جب تک عیسائی مذہب سے واقف نہیں ہوا دلی آرام اور چین نہیں پایا +

اور کئی ایک متلاشی اور تھے جو پاک نوشتوں کے پڑھنے سے بہت خوش ہوتے۔ چنانچہ جب جڈسن صاحب نے خط افسیوں کا ترجمہ لکھکر ایک جلد تیار کی تو اُس کے لئے متلاشیوں نے آپس میں تکرار کی پر ہر ایک نے یہی چاہا کہ میں ہی لوں اُن کے اِس شوق سے صاحب کو معلوم ہوا کہ وے اپنے گناہوں سے واقف ہوکر

مسیح پر ایمان لائے اور گناہ سے نجات پانے کی آرزو رکھتے ہیں +

۱۸۲۰ء میں صاحب موصوف کی میم صاحبہ پھر ایسی بیمار ہوئی کہ آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے اُسے کلکتہ جانا ضرور ہوا اور اُس کے ساتھ صاحب کو بھی جانا پڑا۔ اُس کی روانگی سے پہلے دو متلاشیوں نے بپتسما پانے کی درخواست بڑی منّت سے کی۔ ہرچند صاحب نے اُنہیں سمجھایا کہ دیکھو غیر قوم کے مذہب قبول کرنے سے تمہارے لئے خطرہ ہی پر اُنہوں نے اپنی عرض کو نہ چھوڑا۔ تب اُسی وقت اُن کا امتحان لیا اور سچّے متلاشی پاکر اُنہیں بپتسما دیا +

اور جہاز روانہ ہونے سے پیشتر وہی عالم جس کا ذکر پہلے ہو چکا صاحب کی ملاقات کو آیا۔ بعد تھوڑی گفتگو کے صاحب نے اُس سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ ابدی خدا کو مانتے ہیں مگر اِس بات میں مجھے شک ہی کہ خدا کے بیٹے اور اُس کے کفارہ پر بھی ایمان لائے ہیں یا نہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ میں اُس پر پورا بھروسا رکھتا ہوں تب صاحب نے پوچھا کہ کیا تم یقین جانتے ہو کہ عیسیٰ مسیح کے شاگردوں کے سوا کوئی اور گناہ اور دوزخ سے نہ بچیگا۔ اُس نے کہا ہاں مجھے اِس پر یقین کامل ہی۔ تب صاحب نے کہا کہ پھر کیوں عیسیٰ مسیح کا اقرار نہیں کرتے اور دل و جان سے اُس کے شاگرد نہیں ہوتے۔ اُس نے کہا کہ میری خاص عرض یہی ہی اور آج اِسی لئے آیا ہوں کہ آپ سے بپتسما کے لئے عرض کروں۔ صاحب نے پوچھا کہ کب بپتسما لیا چاہتے ہو۔ اُس نے کہا جب آپ دیویں۔ پھر صاحب نے یہہ پوچھا کہ ظاہر میں بپتسما لوگے یا پوشیدگی میں۔ اُس نے کہا کہ جیسا آپ فرماویں۔ جب صاحب کو معلوم ہوا کہ یہہ سچّا شاگرد ہی

تو اُسی رات کو اُسے اصطباغ دیا ✣

اور اُسی رات کو ایک نیک عورت اُس عالم کے بپتسما پانے کا حال سُنکر نو بجے رات کو صاحب کے پاس آئی اور عرض کی کہ میں بیخوف ہو کر چاہتی ہوں کہ بپتسما لیکر مسیح کی شاگرد بنوں۔ چنانچہ اُسی رات کو اُسے بھی بپتسما دیا ✣

اور جب اِس رات کی صبح کو صاحب میم صاحبہ کے ساتھ کلکتہ کو جانے لگے تو دے دس شخص عیسائی جو بپتسما پا چکے تھے اور بہت لوگ جو اُن کی صحبت اور تعلیم سے مسیحی دین سے واقف ہوئے روتے ہوئے صاحب کے ساتھ جہاز تک آئے اور اُنہیں جہاز پر چڑھا کے روتے ہوئے اپنے گھر کو پھرے ✣

## چھٹا باب

جڈسن صاحب اور اُس کے ہمراہیوں کا دوبارہ رنگون سے آوا کو جانا

ماہ جنوری ۱۸۲۱ء کو جڈسن صاحب معہ میم صاحبہ کے کلکتہ سے رنگون میں واپس آیا۔ اور جب جہاز بندر رنگون کے کنارہ پر پہنچا تو صاحب نے اُس جگہہ کی بھیڑ میں اپنے کئی ایک دوستوں کو دیکھا اور اُن کو صحیح و سلامت پا کر بہت خوش ہوا۔ اور اُن کی زبانی اُن دسوں بپتسما پائے ہوؤں کی ثابت قدمی اور مضبوطی کی حقیقت سُنی کہ وے باوجود ایذا پانے اور ستائے جانے کے اپنی راہ سے نہیں پھرے تو بہت خوش ہوا۔ اور جب یہہ بات سُنی کہ ایک شاگرد پر کئی مخالفوں نے جھوٹی نالش کی اور تحقیقات کے وقت مدعی جھوٹے ٹھہرے تو اُس کے دل کو

بیحد خوشی حاصل ہوئی +

اُنہیں دنوں ایک نومرید عورت نے لڑکی لڑکوں کی تعلیم دینے کے لئے اپنے گھر میں اسکول بنانے کی اجازت مانگی صاحب نے بڑی خوشی سے اُس کو اجازت دی اور خدا کا شکر کیا +

ایک روز دو آدمی صاحب موصوف کے منادی خانہ میں آئے اور مذہب کی بابت بہت گفتگو کی اور جب رخصت ہوئے تو صاحب نے اُن کو اپنا ایک رسالہ دیا۔ وے اُس رسالہ کو لیکر اپنے گھر کو جاتے تھے راہ میں اپنے کسی دوست کی ملاقات کو اُس کے مکان پر گئے اور وہاں لوگوں کے درمیان میں عیسائی مذہب کی باتیں جو صاحب سے سُن گئے تھے بطور طنز کے بیان کیں۔ اُس مجمع میں موئینگ نامے ایک شخص نے اُن دونوں آدمیوں سے اِس مذہب کی باتیں سُنی۔ تو اُس کے دل کو اِس دین کی تحقیق کا ایسا شوق پیدا ہوا کہ صبح کو صاحب کے پاس آیا اور اُس سے دین کی باتیں پوچھیں اور خوب تحقیق کی تو اُس کو اِس دین کی سچائی بخوبی معلوم ہوئی۔ اور اِس دین کی باتیں اُس کے دل پر ایسی موثر ہوئیں کہ اُسی وقت بپتسما مانگا۔ صاحب نے اُس کا ایمان اور یقین مضبوط دیکھکر اُس کو بپتسما دیا۔ خدا کے اِس عمدہ انتظام کو دیکھئے کہ دو شخص ٹھٹھے کی راہ سے صاحب کے پاس گفتگو کرنے آئے اور رسالہ لیکر گئے۔ اور ہنسی کی طور پر اِس دین کی باتیں لوگوں کے سامنے کیں اور اُن ٹھٹھے بازوں کی باتوں سے خدا نے موئینگ کے دل کو یہہ تاثیر بخشی کہ وہ اِس دین میں شریک ہوگیا +

ایک روز صاحب کے منادی خانہ میں ایک شخص فلسفی اُستاد آیا جس کی عادت ہر شخص سے علم فلاسفہ میں گفتگو کرنے کی تھی۔ یہانتک کہ اپنی بی بی سے فلسفیانہ بحث کرتا جب وہ کسی چیز کا نام لیتی تو اُس سے پوچھتا کہ یہہ شئ روح ہی یا جسم۔ عرض ہی یا جوہر۔ اگر وہ روح یا جسم بتلاتی تو اُس کی ماہیت پوچھتا۔ چنانچہ جب صاحب نے اُس سے آدم وحوّا کا ذکر کیا تو اُس سے بھی وہی بحث کی کہ آدمی کیا اور اُس کا یہہ نام کیوں ہوا اور اسی طرح کے اَور بھی کئی سوال بیفائدہ کئے۔ پر صاحب نے ایسے معقول جواب دئے کہ چپ ہو گیا +

اسی سال میں صاحب کی میم صاحبہ پھر ایسی بیمار ہو گئی کہ اُسے دو برس کے لئے امریکہ جانا ضرور ہوا اور اُس کی جدائی سے صاحب کو نہایت رنج ہوا۔ اس لئے کہ وہاں اُس کا ایسا کوئی دوسرا مددگار نہ تھا جو دین کے کاموں میں مدد دے۔ میم صاحبہ کے امریکہ جانے کے بعد صاحب نے اپنے وقتوں کو پاک نوشتوں کے ترجمہ کرنے میں صرف کیا پر اُسے اُس ملک کے لوگوں کی ہدایت وتعلیم کی بہت ہی بڑی فکر رہی۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنی میم صاحبہ کو یوں لکھا کہ زندگی کے دن تھوڑے ہیں اور حقیقی خوشی ظاہر کے حالات پر موقوف نہیں۔ ہزاروں آدمی بربہا کے ہلاک ہوتے جاتے ہیں میرے سوا کوئی اَور یہاں کی زبان سے واقف نہیں کہ اُن کو نجات کی راہ بتلائے۔ مجھ پر بہت بھاری فرض ہی کہ مسیح کے لئے صَرف کروں اور صَرف کیا جاؤں۔ میرے لئے یہہ اُس کی کیسی بھاری نعمت ہی کہ میں اُس کی خدمت کروں اور اُس کی خاطر درد وتکلیف اُٹھاؤں اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے فضل وبرکت میں ترقی پانے کی دعا کریں۔ اور جو

مصیبتیں ہم پر پڑیں ہمیں دنیا سے خدا کی طرف کھینچنے کی باعث ہوں۔ ہم جلد بہشت میں پہنچیں گے کاش کہ اپنی زندگی کے دن اس طرح کاٹیں جیسا کہ اُس وقت بہشت میں چاہیں گے۔ اور ہمیشہ فروتن اور دنیاوی آرام وچین سے بے پروا ہو کر مسیح میں لگے رہیں جو ساری خوبیوں اور جلال کا چشمہ ہے ؛

ماہ دسمبر ۱۸۲۱ء کو ایک ڈاکٹر صاحب جو آنکھ کے علاج کرنے میں کامل تھے امریکہ سے صاحب موصوف کی مدد کو رنگون میں پہنچے۔ اور وہاں اُن کی طبابت کا ایسا شہرہ ہوا کہ بادشاہ نے بھی اُن کی تعریف سُنی اور اپنے حضور میں طلب کیا۔ اور جڈسن صاحب اُن کی ترجمانی کے لیئے اُن کے ہمراہ گیا۔ ایک روز ڈاکٹر صاحب بادشاہ کے دربار میں گفتگو کرتے اور جڈسن صاحب اُن کی باتوں کا ترجمہ برہما کی زبان میں کر رہا تھا۔ تو بادشاہ نے صاحب موصوف سے پوچھا کہ کیا تم بھی حکیم ہو۔ صاحب نے عرض کی کہ مین حکیم نہیں عیسائی مذہب کا اُستاد ہوں۔ تب بادشاہ نے اُس سے اِس مذہب کی کئی ایک باتیں پوچھیں اور صاحب نے مناسب جواب دیئے۔ پر جب بادشاہ نے یہہ پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگوں میں سے بھی کسی نے تمہارا مذہب اختیار کیا ہے تو صاحب کو فکر ہوئی کہ کیا جواب دوں۔ پھر سوچکر کہا کہ اِس شہر میں تو کوئی نہیں۔ تب بادشاہ نے کہا کہ کیا رنگوں میں کوئی ہے۔ صاحب نے کہا کہ تھوڑے ہیں۔ پھر جب بادشاہ نے یہہ پوچھا کہ کیا وے بھی فرنگی ہیں تو صاحب کو بڑا سوچ ہوا کہ اگر سچ کہوں تو چھوٹی کلیسیا کو بڑا نقصان پہنچے اور جھوٹھ کہوں تو خدا ناخوش ہوگا۔ آخر کو خدا کے فضل پر بھروسا رکھکر سچ سچ کہدیا کہ فرنگی اور اہل برہما دونوں ہیں۔ بادشاہ یہہ سُنکر تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔

پر صاحب کو معلوم ہوا کہ بادشاہ اِس بات سے ناخوش نہیں کیونکہ کئی ایک سوال اَور بھی علم جغرافیہ اور نجوم وغیرہ کے کئے اور اُس کے دیوان اور دوسرے اہلکاروں سے بھی جو حاضر تھے بات چیت ہوئی۔ صاحب نے اِس حال سے خدا کا شکر کیا کہ بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ اُس کی رعیت نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ اور اُس نے اِس بات سے اپنی ناراضی ظاہر نہ کی اور نہ اُس کو اُس کی مزاحمت کا خیال ہے۔ اب خدا کے فضل سے صاحب موصوف کو وہاں کے امیروں اور درباریوں کو اپنے مذہب کی خوبیاں سُنانے اور نجات کے بتلانے کا اچھا موقع ملا ✤

بادشاہ نے ایک روز پھر دربار میں صاحب سے پوچھا کہ جن لوگوں نے تمہارا مذہب اختیار کیا وے دراصل برہما کے باشندے اور یہیں کا لباس پہنتے ہیں۔ صاحب نے اِس بات کے جواب کے ساتھ یہہ بھی ظاہر کیا کہ میں ہر اتوار کو اُن لوگوں کے درمیان وعظ بھی کرتا ہوں۔ یہہ سُن کر بادشاہ نے پوچھا کہ کیا تم یہاں کی زبان میں وعظ کر سکتے ہو۔ صاحب نے کہا کہ ہاں۔ تب بادشاہ نے کہا کہ اچھا کچھ کہو کہ تمہارے وعظ کا طور معلوم ہو۔ صاحب نے ذرا تامّل کیا تو ایک درباری نے پھر بادشاہ کا حکم سُنایا۔ تب صاحب نے اول خدا کا جلال بعد اُس کے تھوڑے سے توریت اور انجیل کے احکام سُنائے۔ جب بادشاہ کو اُس کے وعظ کا طور معلوم ہو چکا تو کہا کہ بس۔ اِس کے بعد ایک امیر جس نے صاحب سے اکثر اِس مذہب کی باتیں سُنی تھیں بادشاہ سے اُن کا بیان نہایت صفائی سے کیا اور وہ سُنکر خاموش رہا اور تھوڑی دیر بعد دربار سے اُٹھ کر محل کو گیا ✤

جب صاحب کو وہاں کے درباریوں اور امیروں سے گفتگو کا موقع ملا اور اُن کے ساتھ بات چیت کرنے کا اتفاق ہوا تو کئی ایک امیروں کے دل و خیال پر صاحب کی باتوں نے تاثیر کی۔ ہرچند کہ اُنہوں نے اپنے دل کے خیالوں کو زبان سے ظاہر نہیں کیا پر اُن کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ اِس دین کی باتیں اُن کی عقلوں پر تاثیر کر چلیں +

جب جڈسن صاحب و ڈاکٹر صاحب آوا میں تھے تو رنگون کے دیسی عیسائیوں کو وہاں کے حاکموں سے بہت ایذا اور تکلیف پہنچی۔ اُن پر محصول بہت بڑھایا گیا اور ہر ایک طرح سے ایسے ستائے گئے کہ بعضے تنگ ہو کر شہر کو چھوڑ جنگل میں نکل گئے اور اُن میں سے ایک عورت مر بھی گئی۔ اُس کی مبارک موت کا حال ایسا ہوا کہ اُس نے مرتے وقت اپنا ایمان یوں ظاہر کیا۔ کہ میں مسیح پر پورا بھروسا رکھتی اور اُس سے دعا مانگنے میں خوش ہوں۔ اور موت سے نہیں ڈرتی کیونکہ جلد مسیح کے ساتھ بہشت میں ہوں گی +

اُن دنوں میں برہما کے اُس عالم نے جس کا ذکر اِس سے پہلے ہوا امریکہ کے ایک پادری صاحب کو خط لکھا جس کا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ "اے میرے پیارے بڑے بھائی اگرچہ میرے اور آپ کے مکان کے درمیان بڑا فاصلہ ہے اور باہم ملاقات نہیں پر میں آپ کے خطوط اور اُستاد جڈسن صاحب کے بیان سے جو اکثر آپ کا حال بیان کرتے ہیں آپ کی تعریف سے آگاہ ہوں اور آپ کو پیار کرتا ہوں۔ اور یہہ خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا کہ جب وہ وقت آوے گا کہ عیسیٰ مسیح کو جسے پیار

کرنے سے ہم ماندہ نہیں ہوتے اور جس کی تعریف کی حد و نہایت نہیں دیکھتے۔ اور اُس زیور سے جو خدا نے آسمانی خزانہ میں ہمارے لئے تیار کر رکھا ہے آراستہ کئے جائیں گے۔ تو وہاں یہاں کی بہ نسبت ایک دوسرے کو زیادہ پیار کریں گے۔ پیشتر مجھے اپنے اعمال کے ثواب پر بھروسا تھا پر اب اُستاد جڈسن صاحب کے وعظ و منادی کے وسیلہ سے واقف ہو کر خداوند عیسیٰ مسیح کے ثواب پر بھروسا رکھتا ہوں۔ اُستاد جڈسن صاحب درخت ہے اور ہم پھول اور پھل اُس نے ہمیں زندگی کی روٹی دی کہ ہم کھاتے ہیں اور وہ پانی جو کلوری کی چوٹی سے گناہ کے میل صاف کرنے کو بہتا ہے لایا اور ہم کو اُس میں نہلایا اور پلایا۔ وہ پانی جو ہم پیتے ہیں ہمیشگی کے چشمہ کا ہے اور بہتیرے اُسے پئیں گے اور اُس میں نہائیں گے تب ساری چیزیں نئے سر پیدا ہوں گی۔ اِس ملک کے لوگ بڑی شہوت اور باطل عبادت اور جھوٹھ بولنے کی عادت میں گرفتار ہو کر مسیح کے مذہب پر ٹھٹھا مارتے ہیں۔ آپ ہم لوگوں کے لئے دعا کریں کہ ہم مسیح کی خاطر سے لوگوں کی ٹھٹھا بازی اور لعن طعن کی برداشت کر سکیں اور میں ایسی دعا کرتا ہوں +

مجھے اپنے سگے بھائی اور بہنوئی کی دھمکی اور سختی سہنی پڑتی ہے وے کہتے ہیں کہ ہم تجھے ماریں کچلیں اور بڑی تکلیف میں ڈالیں گے کہ تو جھوٹھوں کا ساتھی اور جھوٹھا مذہب رکھتا اور جھوٹھی باتیں بکتا ہے۔ پر اُنہیں کا جھوٹھا مذہب موت کا مذہب ہے اور صلیب کی تعلیم زندگی اور محبّت اور ایمان کا مذہب ہے۔ میں ایمان کا خادم ہوں پیشتر شیطان کا غلام تھا اب مسیح کا بندہ ہوں۔ اور اچھا بندہ اپنے مالک کی پیروی کرتا ہے۔ اِس ملک میں بہت کھوئی ہوئی بھیڑیں ہیں اور اُستاد جڈسن صاحب اُن پر رحم کر کے اُنہیں

اکٹھا کرنے اور چرانے کو آیا۔ بعضے نہیں سُنتے بلکہ بھاگتے ہیں اور بعضے سُنتے اور شریک ہو جاتے ہیں ہم اِس لئے اکٹھے ہوتے ہیں کہ بھیڑوں کے بڑے مالک سے دعا کریں کہ ہمارے شمار میں بڑھتی ہو" +

ماہ دسمبر ۱۸۲۳ء کو جڈسن صاحب کی میم صاحبہ امریکہ سے لوٹ کر خیر عافیت کے ساتھ رنگون میں پہنچی اور ایک ہفتہ تک رنگون میں ٹھہر کر صاحب کے ساتھ آوا کو گئی۔ اور ماہ فروری ۱۸۲۴ء کو اپنے یہاں پہنچنے کا حال اپنے ماں باپ کو یوں لکھا کہ "میں ڈھائی برس کے بعد اب اپنے شوہر کے پاس ملک برہما میں پہنچی۔ جب مجھے راہ کے وہ خطرے اور مشکلیں جن سے خدا نے مجھے بچایا یاد آتی ہیں تو اپنے خدا کو بڑا شکر بھیجتی ہوں۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ جو فرض خدا کے جلال پھیلانے اور اُس کی راہ میں دکھ اُٹھانے کا مجھ پر ہے اُس کے برابر کسی اور پر نہ ہوگا۔ اور میری آرزو یہہ ہے کہ روحانی اور حلیم ہوؤں تاکہ روح القدس کی تاثیر کو پاؤں اور اُس سے جو میری محبت اور خدمت کے لایق ہے برگشتہ نہ ہوؤں" +

جب صاحب معہ میم صاحبہ رنگون سے آوا کو جاتا تھا تو اُس سفر میں یہہ کیفیت ہوئی کہ جس گاؤں میں ہو کر وے نکلتے وہاں کے لوگ دیکھنے کو اُس کے پیچھے دوڑتے۔ اور صاحب راستہ میں اکثر منادی کرتے اور لوگ بڑی خواہش سے سُنتے اور جب شہر آوا میں پہنچے تو اِس سبب سے کہ رہنے کو کہیں جگہہ نپائی بہت تکلیف اُٹھائی۔ چنانچہ نئے مکان تیار کرانے تک اپنی کشتی ہی میں گذر کیا۔ آخر دو ہفتہ کے عرصہ میں ایک مکان لکڑی کا تیار کرایا جس میں چھوٹے چھوٹے تین کمرے اور ایک

برآمدہ تھا اور یہہ مکان بھی ایسا تھا کہ آفتاب کی تاثیر سے مثل تنور کے تپ جاتا سو اُسی میں بسر کیا۔ صاحب موصوف وہاں شام کو گرجا کیا کرتا اور وہاں کے اکثر لوگ سُننے کو جمع ہو جاتے تھے ٭

اور میم صاحبہ نے بھی عورتوں کی تعلیم کے لئے ایک اسکول بنوایا پر ابھی تک میم صاحبہ کو بادشاہ کے محل میں اس سبب سے جانے کا اتفاق نہ پڑا کہ بادشاہ بیگم سیر کے لئے کسی اور شہر کی طرف گئی تھی۔ اُسی عرصہ میں ملک برہما پر سرکار کمپنی کے چڑھائی کی خبر بہت گرم ہوئی۔ تو صاحب کو یہہ سوچ ہوا کہ دیکھئے اس لڑائی سے ہمارے کام میں کیا خلل پڑتا ہے پر اپنے تئیں خدا کے سپرد کیا جس نے اب تک اُس کی حفاظت کی ٭

## ساتواں باب

جڈسن صاحب اور دوسرے انگریزوں کا شہر آوا میں مقید ہونا

صاحب موصوف کو اپنے نئے مکان میں جو وہاں تیار کرایا تھا رہتے ہوئے تھوڑے روز گذرے تھے کہ سرکار کمپنی نے برہما پر فوج کشی کی اور پہلے رنگون پر حملہ کیا۔ اس سبب سے رنگون کے حاکم نے صاحب کے ساتھیوں کو جو رنگون میں ٹھہرے تھے کمپنی کا ہم جنس سمجھ کر قید کر لیا مگر اس خیال سے کہ لشکر کمپنی کے افسر یہہ حال سُنکر ناراض ہوں گے اُنہیں جلد چھوڑ دیا۔ چنانچہ ماہ مئی ۱۸۲۴ء کو رنگون فتح ہو کر کمپنی کے دخل میں آگیا تب برہما کے بادشاہ کو بڑی فکر ہوئی اور رنگون پھیر لینے کی تدبیر میں مصروف ہوا۔ اور جڈسن صاحب اور دوسرے انگریزوں کو جو آوا میں

تھے کمپنی کا جاسوس سمجھکر قید کر دیا چنانچہ اُس کے قید ہونے کی کیفیت یہہ ہی - کہ
۸ ماہ جون ۱۸۲۴ء کو جبکہ وے کھانے پر بیٹھے تھے یک بیک ایک افسر کئی پیادے
اور ایک جلاّد ساتھ لئے بیدھڑک اُس کے مکان میں گھس گیا اور پوچھا کہ اُستاد
کون ہی - صاحب نے کہا کہ کیوں اُستاد میں ہوں - تب اُس نے کہا کہ بادشاہ کے حضور
سے تمہاری گرفتاری کا حکم ہمکو پہنچا - پھر جلاّد نے صاحب کی مشکیں باندھ لیں اور
لے چلے - میم صاحبہ نے اُس افسر سے بہت منّت کی کہ ذرا ٹھہر و میں تمکو روپیہ دوں
گی اُس نے کچھ بھی نہ سُنا بلکہ خفا ہو کر بولا کہ اِسے بھی باندھ لو کہ یہہ بھی انگریزن ہی -
اگر صاحب اُس سے منّت نہ کرتا تو عجب نہیں کہ میم صاحبہ کو بھی گرفتار کر لیجاتا -
غرضکہ صاحب کو بڑی بے رحمی سے باندھکر لے گیا - اُس واردات سے اُس کے
گھر میں سارے نوکروں چاکروں کے رونے چلاّنے سے کہرام مچا اور میم صاحبہ کے
دل پر تو بہت ہی بھاری صدمہ گذرا - اُس رات کا کاٹنا اُنہیں مشکل ہوا ناچار اپنی
اندھیری کوٹھری میں گھٹنے ٹیک کر خدا کے آگے اپنی خواہشیں ظاہر کیں اور اِس
معاملہ کو اُس کی عدالت پر چھوڑا - اُسی عرصہ میں شہر کا حاکم خود میم صاحبہ کے پاس آیا
اور کہا کہ ہم تمہاری آزمایش کے لئے آئے ہیں کہ دریافت ہو کہ تم کمپنی سے کچھ علاقہ
رکھتے ہو یا نہیں - اور میم صاحبہ نے اُس کے وہاں پہنچنے سے پیشتر ساری چٹھیاں اور
روزنامچہ وغیرہ جو تھے سب کو جلا کر خاک کر ڈالا تھا اُس نے میم صاحبہ سے بہت کچھ
پوچھا اور دریافت کیا کچھ پتا نہ پایا تو اُن کا پھاٹک بند کروا کے اُس پر دس نفر پیادوں
کا پہرہ مقرر کر کے چلا گیا - رات کو پیادوں نے میم صاحبہ کو دروازہ کھولنے اور باہر

نکلنے کے لئے بہت دھمکایا اور کہا کہ اگر کواڑ نہ کھولو گی تو ہم دروازہ توڑ ڈالیں گے
پر اُنہوں نے دروازہ نہ کھولا اور بڑے حاکموں کے سامنے اُن پر نالش کرنے کی دھمکی
دیکر اُنہیں اُس حرکت سے باز رکھا۔ مگر وے ساری رات شور مچاتے اور کفر بکتے
اور ایسی بُری بُری گالیاں دیتے رہے جو اُنہوں نے کبھی نہ سُنی تھیں۔ اور اُن کے
دو بنگالی نوکروں کو بھی قید کر لیا وہ رات میم صاحبہ پر سخت مصیبت کی ہوئی اُنہیں
ایک پل بھر بھی نیند نہ آئی۔ جب صبح ہوئی تو ایک شاگرد کو صاحب کے حال دریافت
کرنے کے لئے بھیجا وہ اُن کا حال دیکھکر گیا اور ظاہر کیا کہ صاحب لوگ اُس قید خانہ
میں بھیجے گئے جس میں خونی اور ڈاکو رہتے ہیں۔ اور ہر ایک کے پاؤں میں تین تین
بیڑیاں بھاری بھاری پڑیں اور ایسے سخت بندھے ہیں کہ چل نہیں سکتے۔ اِس خبر سے
میم صاحبہ پر نہایت سخت صدمہ گذرا اور بڑا افسوس اِس پر ہوا کہ وہ خود اپنے مکان
میں قید سی تھی اگر آزاد ہوتی تو صاحب کی رہائی کے لئے کوشش کرتی۔ سو اُس کو
بڑی فکر اور حیرانی رہی کہ کیا کروں۔ آخر کو بادشاہ کی بہن کو جس سے اُس کی پہچان
اور ملاقات تھی بڑی منّت سے ایک چٹھی لکھی اُس نے چٹھی کو واپس کر کے کہلا
بھیجا کہ یہہ چٹھی میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اور اِس بات سے اُس کی غرض یہہ تھی کہ
میں اِس مقدمہ میں کچھ دخل نہیں دے سکتی تب لاچار ہو کر دوسری رات کو بھی اُسی
بیقراری میں کاٹی اور اِس فکر میں رہی کہ افسوس کہ میرا صاحب قید میں پڑا اور میں
اُس کی رہائی کی کچھ تدبیر نہیں کر سکتی۔ اور تیسرے روز حاکم کے پاس کہلا بھیجا کہ
میں آپ کی نذر گذرانے کو حاضر ہوا چاہتی ہوں حکم ہو تو حاضر ہوؤں۔ حاکم نے

اُس کی درخواست منظور کی تو کچہری میں گئی۔ حاکم نے پوچھا کہ تمہاری غرض کیا ہے۔
اُس نے کہا کہ امریکہ کے انگریز جو آپ کے یہاں قید ہیں اُن کو کمپنی اور اُس کی لڑائی
سے کچھ واسطہ نہیں وے ناحق و بے قصور قید ہوئے ہیں۔ یہہ سُنکر حاکم مذکور نے کہا
کہ ہمکو اُن کے چھوڑ دینے کا اختیار تو نہیں پر آرام میں البتہ رکھہ سکتے ہیں تم جاکر اِس
مقدمہ میں ہمارے سررشتہ دار سے بات چیت کرو۔ اور سررشتہ دار نے میم صاحبہ کو علیحدہ
لیجاکر کہا کہ دو سو روپیہ نقد اور دو رومال اور دو تھان باریک کپڑا دو تو اُستادوں کو
آرام سے رکھیں۔ وہ جو کچھ اپنے ساتھ لے گئی تھی اُسے سررشتہ دار کے آگے رکھہ
دیا اور منّت کی کہ یہہ موجود ہے۔ لو اور براہ غریب ترسی اُستادوں کو آرام میں رکھو
اور وہ چیزیں جو مانگتے ہو میرے پاس نہیں ہیں۔ سررشتہ دار نے وہ روپیہ لیکر اُستادوں
کو آرام دینے کا وعدہ کیا تو میم صاحبہ حاکم سے اجازت لیکر صاحب کو دیکھنے جیلخانہ
میں گئی اور صاحب کو نہایت میلی اور خراب جگہہ میں بیٹھا دیکھکر بہت افسوس کیا۔ اور
صاحب اُسے دیکھکر اُٹھا پر بھاری بیڑیوں کے سبب سے چل نہ سکا بڑی مشکل سے
پاؤں گھسیٹتا جیلخانہ کے دروازہ تک جہاں پر میم صاحبہ کھڑی تھی آیا۔ ایک دو
باتیں کرنے پائی کہ پہرہ والوں نے میم صاحبہ کو وہاں سے ہنکا دیا ہر چند اُس نے
منّت کی اور کہا کہ میں حاکم کی اجازت سے آئی ہوں پر سپاہیوں نے نہ مانا اور گھڑک
کر کہا کہ یہاں سے چلی جاؤ نہیں سختی سے نکال دیں گے ناچار وہاں سے چلی آئی
اور بادشاہ بیگم کو اُس کی بھاوج کی معرفت جس سے اُس کی ملاقات تھی عرضی
دینے کی فکر کی۔ چنانچہ بادشاہ بیگم کی بھاوج سے ملاقات کرکے اُس کی بہت منّت

کی اور بھاری قیمت کی ایک چیز اُس کو نذر دیکر اپنی مصیبت کا حال اُس سے کہا پر
اُس نے صاف جواب دیا کہ جو حال اَور فرنگیوں کا ہے وہی تمہارا بھی ہے سو جیسا سلوک اَوروں
کے ساتھ کیا جائے گا ویسا ہی تمہارے ساتھ بھی ہوگا۔ یہہ سُنکر میم صاحبہ نے کہا کہ اُستاد
امریکن اور دین کے خادم ہیں لڑائی اور دنیاوی کاموں سے علاقہ نہیں رکھتے تو اُس
نے کہا کہ بادشاہ جو چاہے کرے میں بادشاہ نہیں مین کیا کروں۔ تب میم صاحبہ نے اُس
سے منّت کی اور کہا کہ اگر آپ کچھ نہیں کر سکتی ہو تو مہربانی کر کے میری عرضی بادشاہ بیگم
تک پہنچا دو اور میرے تباہ حال پر رحم کی نگاہ کرو۔ اور سوچو کہ اگر تمہارا شوہر ملک امریکہ
میں بے قصور گرفتار ہوتا اور تم وہاں پر تنہا ہوتیں اور کوئی مددگار نہ ہوتا تو کیا کرتیں
یہہ سُنکر اُس نے کہا کہ تم کل آنا میں تمہاری عرضی پیش کر دوں گی ٭

اِس کے دوسرے روز پھر کئی افسر صاحب کے مکان پر اسبابوں کی ضبطی
کے لئے آئے۔ میم صاحبہ نے اُن کے وہاں پہنچنے سے پہلے اکثر چیزوں کو چھپا دیا اور
افسروں نے بعض چیزوں کو لے لیا اور باقی اسباب کی فہرست لکھکر چھوڑ گئے۔
اور خدا نے اُن کے دل میں یہہ نیکی ڈالی کہ جب انہوں نے ضبطی سامان کی فرد بادشاہ
کے حضور میں پیش کی تو بادشاہ سے یہہ حق بات بھی کہی کہ جڈسن صاحب حقیقت میں
اپنے مذہب کا اُستاد ہے کیونکہ ہمنے اُس کے گھر میں اُن چیزوں کے سوا جو خادم الدینوں
کے لایق ہیں یعنے روپیہ اور بہت سی کتابیں اور دوائیاں اور پہننے کے کپڑے چھوڑ
اَور کچھ نہ پایا۔ سو اِن اسبابوں کو لیجائیں یا چھوڑ دیں یہہ سُنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ اُس
کے اسباب کی فہرست دفتر میں رکھو اور جو اسباب اُس کے گھر سے لائے ہو الگ رکھوا دو

کہ جو وہ بے قصور ٹھہرے گا تو اُسے واپس دیا جائے گا ٭

مگر افسروں کے وہاں جانے میں یہہ بات البتہ نقصان کی ہوئی کہ جب وے ضبطی سامان کے لئے گئے تو میم صاحبہ سے دریافت کیا کہ تم نے حاکم شہر اور داروغہ و پیادگانِ جیلخانہ کو اُستاد کے آرام دینے کی غرض سے کیا دیا ہی۔ اُس نے جو کچھہ دیا تھا کہہ دیا اور اُس افسر نے اُن سے وہ جو میم صاحبہ نے دیا تھا طلب کیا تو وے میم صاحبہ سے بہت ناخوش ہوئے اور صاحب اور اُس کے ہمراہیوں کو تکلیف دینے اور خراب جگہہ میں رکھنے کی دھمکی دی میم صاحبہ نے اُن سے منّت کی اور کہا کہ میں اِس میں ناچار تھی جب افسر نے پوچھا تو بھلا میں کیا کہتی۔ اُنہوں نے کہا کہ تم کو انکار کرنا تھا۔ تب میم صاحبہ نے کہا میں جھوٹھہ کیونکر بولتی جس حال میں کہ میرے مذہب میں جھوٹھہ بولنا بڑا گناہ ہی اگر میرے گلے پر کوئی چھری پھیرے تب بھی جھوٹھہ نہ بولوں۔ قصہ کوتاہ ایک ولائتی دوربین بیش قیمت اُس کی نذر کیا تب وہ ذرا ٹھنڈھا ہوا پھر میم صاحبہ کو عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا وہ وہاں گئی تو بیٹھنے کی اجازت نہ پائی۔ ناچار حاکم عدالت کے تخت کے پایہ تلے کھڑی رہی۔ حاکم نے نہایت غصّہ اور غضب کی نگاہ سے اُس کی طرف دیکھہ کر پوچھا کہ سچ سچ کہنا نہیں تو تمہاری جان ماری جائے گی کہ تم نے کسی افسر کو موتی کا ایک مالا اور ایک جوڑی جھمکا سونے کا اور چاندی کا ایک چاہدان دیا ہی یا نہیں۔ میم صاحبہ نے انکار کیا اور اُس حاکم سے بھی صاحب اور دوسرے انگریزوں کی رہائی کی بابت بہت کچھہ منّت کی ٭

الغرض میم صاحبہ موصوفہ سات مہینے تک برابر صاحب لوگوں کی رہائی کی

تدبیر میں ہر طرف دوڑتی پھری کوئی دن ایسا نہ ہوا کہ اُس نے کسی نہ کسی کے پاس جاکر صاحب لوگوں کی رہائی یا آرام پانے کے لئے منّت نہ کی ہو۔ اور اپنی اِس دوڑ دھوپ میں کئی شخصوں کو دوست بنالیا کہ وے ظاہر میں تو نہیں مگر چھپ کر صاحب کی کچھ رعایت وخاطر داری کھانا وغیرہ دینے میں کرتے تھے پر اِس سے کیا ہوتا +

جڈسن صاحب کو قید کی حالت میں اِس بات کا بڑا رنج اور سوچ تھا کہ دو لڑکے اُس کے پیدا ہو کر گذر گئے تھے اور اب اُس کی میم صاحبہ امید سے تھی اور ایسے وقت میں وہاں اُس کا کوئی ہمدرد اور دلی دوست نہ تھا۔ اِس سبب سے صاحب کو یہہ اندیشہ تھا کہ ایسا نہو کہ میم صاحبہ کی زندگی میں خلل پڑے مگر اُس پر خدا کا ایسا فضل ہوا کہ وہ اندیشہ اُس کے دل سے دُور ہو گیا +

اُس قید کی حالت میں جڈسن صاحب اور ڈاکٹر صاحب وغیرہ نے جیلخانہ کے سپاہیوں سے نہایت ایذا اور تکلیف پائی۔ اکثر وے لوگ قیدیوں کو باہم گفتگو کرنے سے روکتے اور بے قیمت کھانا نہ دیتے۔ اور میم صاحبہ کو دن میں قید خانہ کے اندر نہ جانے دیتے۔ اِس سبب سے اُسے تنہا رات کو دو میل تک پیدل جانا پڑتا اور کبھی کبھی ۹ بجے رات کے قریب جیلخانہ سے لوٹکر اکیلی پیادہ پا اپنے مقام پر پہنچتی اور تھکی ماندی ہو کے بیٹھتی تو صاحب کی گرفتاری اور اپنی زیر باری اور اہلِ وطن کی جدائی اور صاحب کی رہائی کے فکر وخیال سے بڑے سوچ میں ہوتی +

القصّہ ڈیڑھ برس تک یہہ سب رنج وغم کے خیالات اور صاحب لوگوں کی رہائی کے سوچ اور اندیشے اُس کے دل میں ایسے بھرے رہے کہ اُس میں

کسی اَور خیال کی سمائی نرہی۔ اکثر اپنے دل میں یہہ سوچ لاتی کہ اگر صاحب اِن ظالموں کے ہاتھہ سے مارا جائے گا تو میں کسی کی لونڈی ہوں گی یا کسی ظالم بیدین کے بس میں پڑوں گی۔ پر اُس کے دل میں خداوند عیسیٰ مسیح کی مدد کی ایسی امید پیدا ہوئی کہ آخر کو ابدی آرام کی جگہہ میں داخل ہونے کی منتظر ہوئی۔ جہاں مسیح حکومت کرتا ہے اور جہاں کسی طرح کے ظلم و جبر کا نام و نشان نہیں ؛

# آٹھواں باب

## قیدخانہ میں جڈسن صاحب کا تکلیف اُٹھانا

قیدخانہ میں صاحب لوگوں کا حال نہایت تنگ اور تباہ ہوا۔ وے ایک ایسے مکان میں جس کے اندر اچھی طرح ہوا نہ جا سکتی قریب سو آدمی کے بند ہوئے۔ ایک تو گرمی کا موسم دوسرے تنگ مکان میں آدمیوں کی کثرت اور میلے بدن کے پسینے کی بدبو سے نہایت تکلیف اُٹھائی اور بدہضمی کے خوف سے کچھہ کھا نہ سکتے اِس سبب سے مثل مُردوں کے ہو گئے۔ خصوصًا جڈسن صاحب جو ایک مہینے سے زیادہ اُس تنگ مکان میں رہا بخار میں مبتلا ہو کر نہایت ناتوان اور قریب المرگ ہو گیا۔ اُس کا حال دیکھکر اُس کی میم صاحبہ نے سمجھا کہ اگر وہ اِس خراب جگہہ سے نہ نکالا جائے گا تو مر جائے گا۔ اِس لئے ہر روز حاکم کے پاس جا جا کر منّت کرتی آخر کو حاکم نے اُس کے بار بار گھیرنے اور منّت کرنے سے تنگ ہو کر صرف صاحب موصوف کو اچھی جگہہ میں رکھنے کا حکم دیا۔ اِس بات کو گذرے دو ہی تین روز ہوئے تھے کہ ایک دن حاکم

مذکور نے میم صاحبہ کو بلایا اور اُس سے بہت اچھی طرح گفتگو کی پر جب وہ اُس کے پاس سے اُٹھکر قید خانہ میں گئی تو وہاں صاحب لوگوں کو نہ دیکھا تب بہت گھبرائی کہ کہاں گئے اور کیا ہوا۔ ہر ایک سے اُن کا حال اور پتا پوچھتی پھری کسی نے نہ بتلایا کہ فلانی جگہہ گئے۔ آخر کو حاکم سے جاکر پوچھا تو پہلے اُس نے بھی نہ بتلایا پر دوبارہ اُس کے پاس جاکر پوچھا تو بتلایا اور کہا کہ اب تم اپنی خبرداری کرو اپنے شوہر کے لئے کچھہ نہیں کر سکتی ہو۔ یہہ سُنکر میم صاحبہ موصوفہ کے دل پر بہت ہی بھاری صدمہ گذرا ناچار کلیجا تھام کر رہ گئی اور جب صاحب لوگوں کے پُہنچائے جانے کا مقام معلوم ہوا تو وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ کچھہ دور تک کشتی میں اور باقی کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر وہاں پُہنچی تو دیکھا کہ صاحب لوگ بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھکے ماندے بھوکھے پیاسے جیلخانہ کے دروازہ پر بیٹھے ہیں۔ اُنہیں اِس حالت میں دیکھکر میم صاحبہ نے بڑا افسوس کیا اور جڈسن صاحب کا اوّل کلام میم صاحبہ سے یہہ ہوا کہ تم یہاں کیوں آئیں میری امید یہہ تھی کہ تم یہاں نہ آتیں۔ کیونکہ تم اِس جگہہ میں جی نہ سکو گی"۔ اُس وقت میم صاحبہ کو بڑا افسوس اِس پر ہوا کہ اُس کے پاس کھانے کی چیزوں سے کچھہ بھی نہ تھی کہ صاحب کو کھلاتی اور نہ وہاں کوئی ایسی جگہہ ملی جہاں ٹھہر کے کھانے کی کچھہ تدبیر کرتی۔ جیلخانہ کے ایک سپاہی سے اُسی جگہہ پر چھوپڑی بناکر رہنے کو پوچھا تو اُس نے منع کیا۔ تب اُس سے کہا کہ آج کی رات گذرانے کو کہیں جگہہ بتلاؤ تو وہ اسے اپنے گھر میں لے گیا اُس کے مکان میں چھوٹے چھوٹے دو کمرے تھے ایک میں اُس کے گھر کے لوگ رہتے اور ایک میں کچھہ دور تک غلہ بھرا ہوا تھوڑی سی جگہہ خالی تھی اُسی میں اُسے رہنے کو کہا۔ ناچار

چھ مہینے تک اُسی تنگ اور میلے مکان میں بسر کیا۔ اور جڈسن صاحب نے اپنے وہاں پہنچائے جانے کی حقیقت میم صاحبہ سے یوں بیان کی کہ "جسوقت حاکم آوانے تمکو اپنے پاس بُلایا اُسی وقت ایک افسر ہمارے بدن سے سارے کپڑے اُتروا کر صرف ایک قمیض اور پائجامہ پہنے ہوئے دو دو شخصوں کو ایک ایک ہتکڑی میں کر کے بیڑیاں سمیت عین دوپہر کے وقت کئی پیادے اور سواروں کی حفاظت میں اِدھر کو لے چلا۔ اِس مئی مہینے کی گرمی اور دوپہر کی دھوپ میں چلنے سے کہ آفتاب کی تیزی سے زمین تپ رہی تھی میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے اور دل و جان پر وہ سختی گذری کہ زندگی سے تنگ آگیا۔ بلکہ جب ایک دریا کے پل پر پہنچا تو بے اختیار دل میں یہہ آیا کہ اِس دریا میں گر کے اپنے تئیں ہلاک کروں پر اِس خیال سے کہ خود کشی گناہ ہے صبر کیا اور کم بخت سپاہیوں نے ہمارے حال پر ذرا بھی رحم نہ کیا بیلوں کی طرح ہانکتے ہی چلے آئے۔ میرے ساتھ ہتھکڑی میں ایک تندرست قیدی تھا وہ مہربانی سے مجھکو اپنے کندھے کے سہارے سے یہاں تک لایا۔ اور ایک صاحب کے وفادار بنگالی نوکر نے میری اور اپنے صاحب کی تکلیف دیکھکر اپنی پگڑی کو دو ٹکڑے کر کے ایک صاحب کو اور ایک مجھے دیا کہ ہمنے اپنے اپنے پاؤں میں لپیٹا۔ اور ایک قیدی باوجودیکہ تندرست تھا پر اُس سخت دھوپ کی گرمی کے مارے بے چین ہو کر گر پڑا۔ اُس سپاہی نے جو اُس پر مقرر تھا کچھ رحم نہ کیا ویسا ہی ہنکاتا چلا آیا۔ آخر کو وہ قیدی دو تین گھنٹہ بعد مر گیا"

اُن کی اِس تکلیف اور مصیبتوں کے حال سُننے سے میم صاحبہ کو بہت ہی

رنج اور افسوس ہوا پر کیا کریں صبر کیا۔ اور صاحب کے کھانے کی فکر کی تو اِس سبب
سے کہ وہاں بازار نہ تھا کچھ نہ ملا مگر قیدیوں کے ایک دوست نے تھوڑا سا کھانا تیّار
کرکے کھلایا۔ اور میم صاحبہ کے ساتھ کوئی اسباب نہ تھا اِس سبب سے اَور زیادہ تکلیف
ہوئی اور اِس سے زیادہ تر رنج اُسے اِس سے ہوا کہ ایک چھوٹی لاوارث لڑکی کو جو اُس
کے ساتھ تھی چیچک نکلی اور اُسی عرصہ میں اُسکی خاص لڑکی کو بھی چیچک کی بیماری ہوئی
سو اُن دونوں کی بیمار داری اور دوسری تکلیفوں کے سبب سے میم صاحبہ بھی بیمار
ہوگئی تو سمجھا کہ بے علاج کئے مجھے صحت نہ ہوگی بلکہ مرجاؤں گی۔ اِس لئے صاحب کے
کھانے کا کچھ بندوبست کرکے آپ دوا کرنے کے لئے آوا کو گئی بارے دوا کرنے سے اُسے
کچھ صحت ہوئی تو پھر صاحب کے پاس آئی۔ ابکی دفعہ وہاں جانے میں اُس نے بڑی
تکلیف اٹھائی کیونکہ برسات کا موسم اور راستہ کیچڑ پانی سے خراب اور تسپر سڑک کچی
اور سواری کی گاڑی نکمی تھی بڑی مشکل سے وہ سفر تمام ہوا۔ اور اگر وہاں پر اُن کا بنگالی
نوکر وفاداری اور ہر بات کی خبرداری نہ کرتا تو شاید میم صاحبہ اور صاحب دونوں مرجاتے
وہ نہایت اچھا اور وفادار نوکر تھا باوجودیکہ اُنہیں اُس وقت اُس کی تنخواہ دینے کا مقدور
پہلے کے موافق نہ تھا تو بھی اُس نے اُن کی رفاقت اور فرمانبرداری نہ چھوڑی۔ اور
میم صاحبہ سے زیادہ تکلیف اُس کی اُس شیرخوار لڑکی کو ہوئی جو اُس سے کئی مہینے پیشتر
مقام آوا میں پیدا ہوئی۔ میم صاحبہ اپنی بیماری کے باعث خود اُسے دودھ نہ پلا سکتی
اور نہ گائے و بکری کا دودھ میسّر آتا۔ جب قید خانہ کے سپاہیوں کی منّت کرتی اور اُنہیں
کچھ دیتی تو وے صاحب کو گاؤں میں لیجاتے اور صاحب اُس لڑکی کو لیکر دودھ والی

عورتوں کے پاس جاکر منّت کرتا تو اُس لڑکی کو دودھ ملتا +

کئی مہینے اِس مصیبت میں گذرے تو فوج برہما کے افسروں نے جڈسن صاحب کو انگریزی اخبار وغیرہ کے ترجمہ کرنے کو اپنی فوج میں طلب کیا۔ اور جب وہ قید خانہ سے نکلکر برہما کی فوج میں گیا تو میم صاحبہ پر ایک ایسی سخت بیماری آئی کہ بڑی مشکل سے صحت پائی اور ابھی اچھی طرح تندرست نہیں ہوئی کہ اُسے یہہ خبر ملی کہ صاحب برہما کی فوج سے پھر کر آوا میں آگیا۔ اور اُسے پھر قید خانہ میں پہنچایا چاہتے ہیں۔ اِس خبر سے اُسے بڑی فکر ہوئی سوچنے لگی کہ اب کیا کروں اُس وقت اُسے یہی سوجھا کہ اب اُسی سے دعا کروں اور مدد مانگوں جس کا یہہ وعدہ ہی کہ مصیبت کے دن مجھے پکارو کہ میں تمہاری سنوں گا چنانچہ اُسی دعا سے اُس کو تسلّی ہوئی اور اُس کی تاثیر بھی فوراً دکھلائی پڑی کہ اُسی عرصہ میں فوج کمپنی نے لشکر برہما پر ایسے ایسے حملے کئے کہ وے گھبراکر صلح کی فکر میں ہوئے۔ اور جڈسن صاحب اور کئی ایک قیدیوں کے وسیلہ سے سرکار کمپنی نے ان سے صلح کرنا منظور کیا۔ سو اہلکاران برہما نے کمپنی کی فرمانبرداری قبول کی اور سارے قیدیوں کو اُس کے حوالہ کیا۔ جب جڈسن صاحب اور اُس کی میم صاحبہ انگریزی لشکر میں پہنچے تو اپنے تئیں آزاد سمجھکر بہت خوش ہوئے اور خدا کا شکر کیا اور ہمیشہ اُن کے دلوں کو زبور کی یہہ آیت یاد آتی (کہ مین خداوند کو اُس کی ساری نعمتوں کے عوض میں جو مجھے ملیں کیا دوں) +

ڈیڑھ برس تک وے برہما کے حاکموں کی تحت میں رہے اور اِس عرصہ میں قید اور تنگی اور گرمی اور بھوکھ اور پیاس اور ہر طرح کی مصیبتیں جو اُن پر پڑیں بیاں

سے باہر ہیں۔ اب وے اُن مصیبتوں سے چھوٹ کر خوش اور مسرور اور اُن کے دل خدا کی شکر گذاری سے معمور ہیں۔ اُنہوں نے مان لیا کہ خدا نے ہمیں بچایا اور ہر آفت میں ہماری خبر لی نہیں تو ہم مرے یا مارے جاتے ✤

جڈسن صاحب کے قید خانہ میں تکلیف اُٹھانے کی باقی کیفیت یہہ ہے کہ قید خانہ کے سپاہی جو اُس کی حفاظت کے لئے مقرر تھے اُن میں اکثر ڈاکو اور بد معاش تھے اُن سے صاحب کو بہت رنج و آزار پہنچا۔ اکثر دن دن بھر بھوکھا پیاسا رہا اور کبھی غسل کو پانی نہ پایا تس پر اُن بیحیا سپاہیوں کی بُری بُری گالیاں کھائیں۔ ایک دن اُن سیاہ کاروں نے صاحب کے دل کڑھانے کو یہہ بات مشہور کی کہ فلاں وقت سارے فرنگی مارے جائیں گے۔ صاحب یہہ حال سُنکر بہت خوش ہوا کہ اب اِس دنیا کی قید سے چھوٹ جاؤں گا پر وہ شہرت اُن سپاہیوں ہی کی طرف سے تھی نہ اصل میں ✤

بادشاہ برہما کے عجائب خانہ میں ایک بڑا بھاری شیر ببر تھا کہیں بادشاہ کے بھائی نے سُنا کہ فرنگی شیر کو اپنا دوست سمجھتے اور اسی سبب سے اُس کی تصویر اپنے نشان اور جھنڈے پر بناتے اور اُس کے سایہ میں رہنے کو اپنی فتح کا باعث ٹھہراتے ہیں۔ سو اسی خام خیالی سے کہ جو یہہ شیر فرنگیوں کا دوست اور اُن کی فتح کا نشان ہمارے گھر میں ہے اسی سے ہمارا لشکر اُن کی فوج پر غالب نہیں آسکتا۔ اُس شیر کو ہلاک کرنا چاہا مگر اِس سبب سے کہ بادشاہ کو اُس کی ہلاکت منظور نہ تھی یک بیک مار ڈالنا خلاف رائے بادشاہ کے سمجھ کر اُس کے کٹہرے کو اُس قید خانہ میں رکھوایا جہاں صاحب لوگ قید تھے۔ اور اُس کا راتب بند کرادیا کہ بھوکھوں کے مارے مر جائے

سو وہ شیر بھوکھا ہو کر ایسا چلّاتا اور غرّاتا کہ یہی معلوم ہوتا کہ اب کٹہرا توڑ کر باہر نکل آنے اور لوگوں کو کھا جانے چاہتا ہے۔ غرضکہ اسی طرح بھوکھ کے مارے چلّا چلّا کر مرگیا اور اُسے کٹہرے سے نکلوا کر باہر پھنکوا دیا۔ تب جڈسن صاحب نے قید خانہ کے داروغہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں شیر کے کٹہرے میں رہا کروں اس لئے کہ میرے نزدیک میرے رہنے کی جگہہ سے وہ کٹہرا ہزاروں درجہ بہتر ہے اور داروغہ نے اُس کی درخواست منظور کر لی تو صاحب اُس میں رہنے لگا اور کئی روز تک اُسی میں رہا۔ سپاہیوں نے کئی مرتبہ اُس کا بچھونا اور کپڑے کی کٹھریاں چورالیں اور طرح طرح کی تکلیفوں سے تنگ کیا۔ اور جب صاحب موصوف برہما کی فوج میں ترجمہ کرنے کو بھیجا گیا تو وہاں بھی آرام اور چین کی صورت نہ دیکھی وہاں رہنے کو ایک پھوس کی جھوپڑی پائی جس میں بڑی بے آرامی سے بسر کیا بخار اور دوسری بیماریوں سے اکثر بیہوش ہو جاتا تسپر فوج برہما کے افسر اُس سے بڑی محنت لیتے۔ گھڑی گھڑی ہر ایک بات پوچھنے اور اخباروں کے ترجمہ کرنے کو بُلاتے ناچار اُسی بیماری کی حالت میں ڈیڑھ مہینا تک وہاں رہا بارے خدا کے فضل سے سرکار کمپنی اور شاہ برہما کے درمیان میں صلح ہوگئی اور لڑائی موقوف ہوئی تب وہ اس قید سے چھوٹا۔

یہہ ایک بات خدا کے عمدہ انتظام اور بڑی قدرت کی گواہی دیتی ہے کہ جڈسن صاحب کے پاس بیبل کے کئی حصوں کا ترجمہ تھا اُس نے اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ سرکار برہما کے لوگ میرے اسباب کے ساتھ اس کو بھی لے لیں اُس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے تکیہ میں رکھ لیا۔ اور جب قید ہو گیا تو ایک سپاہی نے اُس

تکیہ کو لے لیا پر اُس کو سخت معلوم پڑا تو میلا اور نکما کپڑا سمجھ کر پھینک دیا اور اُس کو جڈسن صاحب کے ایک شاگرد نے پایا اور لیجا کر میم صاحبہ کو دیا۔ اِس صورت سے خدا نے صاحب موصوف کی محنت کو جو اُس ترجمہ کرنے میں کی تھی ضائع نہ ہونے دی۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ خدا اپنے کلام کی حفاظت ہر طرح کے نقصان یعنے آگ میں جلنے اور پانی میں گلنے اور نادانوں کے پھاڑنے اور ملنے سے بچاتا اور جو اُس کے قدر شناس اور خوبی جاننے والے ہیں اُن کے پاس پہنچاتا ہے ✤

جب سرکار کمپنی اور والی برہما کی لڑائی موقوف اور باہم صلح ہوئی تو انگلستان کی فوج کے جنرل صاحب بہادر نے بڑی خوشی سے جشن کی تیاری کی اور اُس جشن میں جڈسن صاحب اور اُس کی میم صاحبہ اور بعض اَور انگریزوں اور ریاست برہما کے اُن وکیلوں اور اہلکاروں کو شریک کیا جو صلح کی بات چیت کے وقت سرکار برہما کی طرف سے معتمد ہو کر آئے تھے۔ اُسوقت کہ جشن گاہ میں انگریزی باجہ بج رہا تھا جنرل صاحب بہادر اپنے خیمہ سے نکلکر جشن کے خیمہ کو چلے تو باجہ بند ہوا اور جڈسن صاحب کی میم صاحبہ بھی اپنے خیمہ سے نکلکر جنرل صاحب بہادر کے ساتھ جشن گاہ میں آئیں اور اُن کی داہنی طرف کُرسی پر بیٹھی۔ تو اُس کی یہہ عزّت اور مرتبہ دیکھکر وہ افسران اور اہلکارانِ سرکار برہما جنہوں نے اُس کے ساتھ صاحب کے قید کی حالت میں نہایت بے رحمی اور بے پروائیاں کیں اور اُس کی عرض معروض پر لحاظ نہیں کی تھیں بہت ہراساں اور خوفناک ہوئے۔ اور سمجھا کہ اگر میم صاحبہ ہماری شکایت جنرل صاحب سے کریں گی تو ہم پر بڑا بھاری

عتاب ہوگا۔ اور اُسی وقت میم صاحبہ نے ایک شخص کی طرف اشارہ کرکے جنرل صاحب بہادر سے کہا کہ ایک روز میں اِس شخص کے پاس صاحب کی رہائی کے لئے گئی اور اپنی عرضی اِس کے پاس بھجوائی اور دو پہر تک باہر کھڑی رہی تب عرضی کی نامنظوری کا جواب پایا اور پھر جب وہاں سے چلی تو اُس نے میرا چھاتا مجھ سے مانگا میں نے بہت عذر کیا کہ اِس وقت دھوپ بہت ہے اور مجھے ذرا بھی دھوپ کی برداشت نہیں ایسی دھوپ میں بے چھاتا چلنے سے بیمار ہو جاؤں گی پر اُس نے ایک بھی نہ مانا مجھ سے چھاتا لے ہی لیا اور ہنسکر کہا کہ چلی جاؤ۔ اور جب میم صاحبہ یہہ باتیں کہہ رہی تھی تو اُس شخص کو قیاس سے معلوم ہوگیا کہ میری ہی شکایت کرتی ہے سو دہشت کے مارے سوکھ گیا۔ اور میم صاحبہ کی باتیں سُنکر جنرل صاحب بہادر اُس پر خفا ہوا چاہتے تھے کہ میم صاحبہ نے کہا کہ اب آپ اُس کو کچھ نہ کہیں اِس کی یہہ باتیں نادانی کے سبب سے ہوئیں۔ اور اُس شخص سے برہما کی زبان میں کہا کہ تم مت گھبراؤ تمہیں کوئی کچھ نہ کہے گا +

میم صاحبہ موصوفہ کی ہمت اور دلیری اور محنت اور جانفشانی جو صاحب لوگوں کی قید کی حالت میں اُن کی رہائی اور آرام پانے کی بابت ظہور میں آئیں بیان سے باہر ہیں +

ایک انگریز جڈسن صاحب کے ساتھ آوا میں قید تھا بعد ختم ہونے لڑائی برہما کے میم صاحبہ موصوفہ کی تعریف کلکتہ کے اخبار میں یوں چھپوائی کہ میں اپنے اور اپنے ساتھ کے قیدیوں کی طرف سے جڈسن صاحب کی میم صاحبہ کے احسان کی شکرگذاری

ہوگئی یہانتک کہ خفیف بخار کے تاب لانے کی طاقت نرہی کہ اُس پر غالب آوے آخر اُسی سبب دنیا سے کوچ کرگئی۔ ۳۷ برس کی عمر میں اُس نے اِس جہان فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی اب وہ اپنی ساری کوشش اور جانفشانی کے بدلے خداوند عیسیٰ مسیح سے عزّت اور جلال پاکر نہایت آرام اور چین میں ہے +

جب جڈسن صاحب کو یہہ رنج وغم کی خبر مقام آوا میں پہنچی تو بہت رنجیدہ اور دلگیر ہوا مگر اِس خیال سے کہ اب وہ دنیا کے دُکھ درد سے چھوٹکر ہمیشگی کے آرام کی جگہہ یعنے خداوند عیسیٰ مسیح کی خدمت میں پہنچی صبر کیا۔ اور جب وہ مقام آوا سے قصبہ انہرست میں آیا تو وہاں کے سارے دیسی عیسائی اُس کے پاس آئے اور میم صاحبہ مرحومہ کو یاد کرکے زار زار روئے۔ وے لوگ میم صاحبہ کو اپنی جان سے زیادہ پیار کرتے تھے سو اُس کے گذر جانے سے اُنہیں بہت افسوس ہُوا +

اُس کے تین مہینے بعد اُس کی چھوٹی لڑکی بھی گذر گئی اور اپنی پیاری ماں کے پاس دفن ہوئی۔ تو صاحب نے اپنی ساس کو اِس غم کی خبر یُوں لکھی کہ "میری چھوٹی ماریا بھی اپنی پیاری ماں کے پاس رکھی گئی وے دونوں امید کے ساتھہ اُس درخت کے سایہ میں جو اُن کی قبروں کے سرہانے پر ہے آرام سے لیٹی ہیں اور اُن کی روحیں چھہ مہینے کی جدائی کے بعد باہم ملکر خوشی کرتی ہیں۔ میں نے اپنے پیارے خاندان کو دفن کیا اور اکیلا دنیا میں رہ گیا ہُوں اب میرے لئے جو کچھہ باقی ہے سو یہہ ہے کہ اُس مبارک جہان میں اپنے پیاروں کی پیروی کرنے کو اپنے تئیں تیّار کر رکھوں وہاں میرے عزیز دوست اور رشتہ دار رہتے اور خدا میرا نجات دہندہ وہاں حکومت کرتا ہے" +

جڈسن صاحب کی ایک نومرید عورت کا حال یہہ ہی کہ جب وہ قریب المرگ ہوئی تو اپنے مال واسباب کی بابت وصیت نامہ لکھنے کے بعد یہہ کہا کہ "اب میں اس دنیا اور اس کی ساری چیزوں کو چھوڑتی ہوں"۔ اُس نے اَور بھی بہت سی روحانی باتیں کیں اور کہا کہ اب میں خداوند عیسیٰ مسیح کے آگے سر جھکا کر اُس کی تعریف اور شکرگذاری کرونگی کہ تونے مجھے نجات کی راہ بتلانے کے لئے اُستادوں کو بھیجا جن کی تعلیم سے مجھکو آسمان پر اپنے نام لکھے جانے کا کامل یقین ہوا"۔ اُس کو صاحب کی میم صاحبہ مرحومہ سے ملنے کی بڑی آرزو تھی آخر کو وہی روحانی باتیں کرتی ہوئی تھوڑی دیر میں نہایت خوشی کے ساتھ دنیا سے کوچ کرگئی اُس کے دفن میں وہاں کے بہت لوگ شریک ہوئے +

اب جڈسن صاحب نے امہرست کو چھوڑ کر مَول مَین میں رہنا اختیار کیا اور اپنے مکان کے پاس ایک منادی خانہ بنوا کر وہاں لوگوں کو خدا کا کلام سُنانا شروع کیا اور لوگ کثرت سے منادی سُننے کو آنے اور مسیح پر ایمان لانے لگے۔ چنانچہ کئی شخصوں نے باوجود اپنے بھائی بندوں اور ہموطنوں کے ہاتھ سے ایذا اور تکلیف پانے کے مسیحی دین کو اختیار کرکے بپتسما لیا +

صاحب موصوف نے اُس مقام میں سال بھر تک ایک نہایت تنگ اور میلی گندی گلی میں کھڑا ہو کر منادی کی اور اُس کی تاثیر سے بہت لوگ عیسائی دین کی طرف رجوع ہوئے۔ اور اُس کی خوبیوں پر غور کرنے لگے اور بہتوں نے اس مذہب کو قبول کرکے بپتسما لیا۔ چنانچہ تین برس کے عرصہ میں تیس آدمی ملک برہما کی کلیسیا میں شریک ہوئے اور دیسی عیسائیوں نے منادی کرنے میں بڑی کوشش اور دلسوزیاں دکھلائیں

اور وہاں پر صاحب موصوف کا یہہ انداز تھا کہ اکثر شہر کے باہر ایک چھوٹے سے مکان میں تنہا بیٹھکر دعا کرنے اور خدا کے کلام پڑھنے یا اُس کے ترجمہ لکھنے میں مشغول رہتا اور وہاں سوائے دینی باتوں کے اَور قسم کی بات چیت سے راضی نہوتا بلکہ صاحب لوگوں کی عام ملاقات میں اپنا وقت خرچ ہونا سمجھ کر اُن کی ملاقات بھی بہت کم کردی۔ اِس سبب سے بعض صاحب لوگوں نے یہہ سمجھا کہ جڈسن صاحب اپنی میم کے غم سے دیوانہ ہوگیا۔ اور بعضوں نے کہا کہ افسوس کا مقام ہی کہ ایسا ہوشیار اور ملنسار شخص دوست آشناؤں کی ملاقات ترک کرکے فقیرانہ طور پر رہے۔ مگر صاحب نے اُن سببوں سے ترک ملاقات ہرگز نہیں کی صرف اپنے وقتوں کو دینی کاموں میں صرف کرنے کے لئے۔ اور یہہ قاعدہ بھی مقرر کیا تھا کہ ہر شام کو گرجا میں سب عیسائیوں کو جمع کرکے اور اُن لوگوں کو جو اُس کے مکان کے پاس رہتے اور گرجا میں آنے سے راضی تھے بلوا کرکے وعظ اور نصیحت کیا کرتا اور یہہ مشہور بات ہی کہ جڈسن صاحب نے اپنا سارا مال و اسباب جو اپنے باپ سے میراث پایا سب کا سب اِس غرض سے صاحبان سوسائٹی کو حوالہ کیا کہ وے ملک برہما میں اَور دوسرے منادی کرنے والوں کو روانہ کریں۔ اور ہمیشہ بیسواں حصّہ اپنی تنخواہ کا اُسی کام کے لئے دیا بلکہ جب سُنا کہ امریکہ میں غیر ملکوں میں منادی اور انجیل پھیلانے کے لئے روپیہ جمع کرنے میں کمتی ہی تو یہہ وعدہ لکھا کہ اب تک میں نے اپنی تنخواہ کا بیسواں حصّہ دیا۔ اور اب سے دسواں حصّہ دینے پر تیار ہوں ✣

اُن دنوں اُس نے خدا کی طرف رجوع ہونے اور دعا کے سوا دوسرا کام نہ کیا۔ کئی ہفتہ تک جنگل میں جاکر ایک بانس کی جھونپڑی میں اکیلا رہا اور بھات کے سوا کچھ اَور

نہ کھایا۔ اُس کے سوا جو دینی باتیں دریافت کرنے کو اُس کے پاس آئے کسی اَور سے ملاقات نہ کی۔ اُسے جوانی میں اپنی ناموری کی بڑی خواہش تھی مگر اب اُس کی کچھ پروا نرہی بلکہ اِس خیال سے کہ لوگ میرے نام کے خطوں کو جو لوگوں نے میری تعریف میں لکھے ہیں دیکھکر میری بڑائی کریں گے اور میری تعریف خدا کی تعریف کے سامنے بیجا ہی جلاڈالے یہانتک کہ ایک خط گورنر جنرل صاحب ہند نے اُس کی تعریف میں لکھا تھا اُسے بھی جلادیا۔ اور اِس صورت میں رہنے سے اُس کی خاص غرض یہہ تھی کہ اپنی ساری خواہشیں اور آرزو اور امید و حوصلہ کو خدا کی مرضی کے موافق کرے اور کوئی کام اور آرزو اور دوست خدا کی یاد پر مقدم نہ ہو۔ سو اِس حالت سے رہنے کو اِس بات کا وسیلہ ٹھہرایا جن سے خدا کی مرضی سے بخوبی واقف ہو کر اُس کے مطابق عمل کرے ٭

جب ملک امریکہ سے اَور منادی کرنے والے پہنچے تو جڈسن صاحب نے شہر پروم کو جہاں ابتک کوئی منادی کرنے والا نہیں پہنچا جاکر اپنا کام شروع کیا۔ چنانچہ اُس طرف کو جاتے وقت راہ میں منادی کرتا اور کتابیں بانٹتا گیا اور جب شہر پروم میں پہنچا تو بڑی تلاش سے ایک چھوٹا سا مکان جو نہایت بے مرمت تھا پایا۔ ناچار اُسی کی مرمت کراکے ٹھہرا اور منادی شروع کی پہلے تو لوگ اُس کی طرف بہت رجوع ہوئے پھر اِس خیال سے کہ انگریزوں کا جاسوس نہو اُس کے پاس آنا جانا موقوف کردیا۔ چار مہینے تک وہ وہاں منادی کرنے اور کتاب بانٹنے میں مصروف رہا پھر رنگون کے منادی کرنے والوں کا مُول مَین کو جانا سُنکر وہاں کے بیماروں کے دیکھنے اور بیمارداری کے لئے رنگون کو آیا۔ یہاں اُس کے پیچھے برہما کے حاکموں نے اکثر متلاشیوں کو تنگ کیا تھا اِس خوف

سے متلاشی اُس کے پاس کم آئے مگر چند روز کے بعد پھر کثرت سے آنے اور کتابیں لیجانے لگے اور اُن کتابوں کے پھیلنے سے اِس دین کی شہرت اُس ملک میں دُور دُور تک ہوگئی۔ اور اتنے خواہشمند کتابوں کے آنے لگے کہ اُن کو دینے کے لئے کتابیں کافی نہ ہوئیں۔ صاحب ہمیشہ یہی دعا کیا کرتا کہ خدا اَور منادی کرنے والوں کو اِس ملک میں لائے اور دیسی عیسائیوں کو منادی کرنے کی لیاقت دے ✣

چونکہ ابھی تک خدا کے کلام کا ترجمہ نہیں ہو چکا تھا اِس لئے صاحب موصوف نے یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ دیسی عیسائی کوٹھی کے نیچے کے درجہ میں بیٹھکر متلاشیوں کی فہمایش اور منادی کیا کریں۔ اور صاحب خود اوپر کے درجہ میں ترجمہ لکھتا اور جب کوئی ذی علم متلاشی آتا اور دیسی عیسائی اُس کے سوال کا جواب نہ دے سکتے تو اُس کو اپنے پاس بُلا کر اُس کی دل جمعی کرتا ✣

اُنہیں دنوں میں صاحب نے اُن گاؤں کا دورہ کیا جہاں کئی ایک منادی کرنے والے پہنچ گئے تھے۔ وہاں اکثر نئے متلاشیوں نے صاحب سے بپتسما کی درخواست کی۔ صاحب نے اُنہیں سمجھایا کہ تم مُول مَین کو چلکر تھوڑے روز تعلیم اور تربیت حاصل کرنے میں کوشش کرو تب بپتسما دیا جائے گا ✣

کمپنی اور برہما کی جنگ سے پہلے صاحب موصوف نے اٹھارہ شخصوں کو بپتسما دیا اُس کے تین چار سال کے بعد سو آدمی سے زیادہ کا اصطباغ ہوا۔ اور عیسائیوں کی ایسی ترقی ہوئی کہ وہاں ایک کلیسیا قایم ہوگئی اور اُس کلیسیا کے لوگ اپنے وطنی بھائیوں کو کلام الٰہی سُنانے اور اُن کے درمیان خدا کے جلال پھیلانے میں دل و

جان سے مصروف ہوئے اس سبب سے وہاں مسیحی دین کی بڑی شہرت اور بڑھتی ہوئی ؛

جڈسن صاحب نہ صرف برہما کے بت پرستوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتا بلکہ جہانتک موقع پاتا اپنی قوموں کو بھی جو نام کے عیسائی اور دل سے مسیحی نہ تھے نصیحت اور ہدایت کرتا۔ اور اکثر موقع پر اپنے اُن دوستوں اور رشتہ داروں کو جو امریکہ میں تھے یہہ لکھا کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اپنا سارا بھروسا خداوند عیسیٰ مسیح پر رکھو۔ ایسا ہی ایک بڑے افسر انگریز کو جو ملک برہما میں موجود تھا اور صاحب اور اُس کی میم پر جو قید آوا کی رہائی کے بعد بڑی مہربانی اور اچھا سلوک کیا تھا خط میں ایسی نصیحت لکھی کہ سچا دین کسی خاص گرجا میں شریک ہونے یا خاص طور کی عبادت کرنے اور بڑے گناہوں سے باز رہنے پر موقوف نہیں بلکہ اس میں ہے کہ ہم جو گناہ کے سبب خدا سے خارج کئے گئے ہیں پھر اُس سے ملائے جائیں۔ ہم اکثر اپنے دلوں کو اس دنیا کی دولت کی تلاش میں لگاتے اور عاقبت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کا پیارا بیٹا خداوند عیسیٰ مسیح اس لئے آسمان سے اُتر کے زمین پر آیا کہ ہمکو دنیا کے پھندے اور گناہ کے زور اور بے توبہ کی ہلاکت سے بچاوے۔ پر جب تک ہمکو مسیح کی روح نہ ملے ہم اُس کے نہیں اور جبتک سر نو پیدا نہوں خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتے غرض کہ ایسی باتوں سے اُس بڑے افسر کو سمجھایا کہ جب تک اپنا دل مسیح کو نہ سونپو گے تب تک حقیقی خوشی اور خدا کو صلح میں نہ دیکھو گے ؛

اُس نے اپنے کام کو ایسا عزیز رکھا کہ باوجود اُس کے کہ اپنے وطن اور دوستوں کے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا پر اپنے کام کو اُن کی ملاقات پر مقدم رکھا۔ چنانچہ جب

کچھ لکھنے پڑھنے کا دستور اور کسی قسم کے حروف مقرر نہ تھے۔ سو ایک نئے قسم کے حروف بنا کے اُنہیں لکھنا پڑھنا سکھایا کہ اب وے اُنہیں حرفوں میں اپنی زبان کے الفاظ اور کلام لکھتے پڑھتے ہیں +

جب جڈسن صاحب نے اُن دیہاتوں کا دورہ کیا اور وہاں اکثر اُن شاگردوں کو جنہوں نے بپتسما پایا تھا اپنے دین اور طریقہ پر قایم اور مضبوط پایا تو بہت خوش ہُوا۔ اور دو شخصوں کی خوش اعتقادی اور کامل ایمانی کی تعریف ایسی سُنی کہ وے بے تعلیم خادمان دین کے صرف صاحب موصوف کا ایک رسالہ دیکھکر خداوند عیسیٰ مسیح پر ایمان لائے اور بے اصطباغ پائے اُس میں ہو کے مرے۔ اور اپنے مرتے وقت یہہ وصیت کی کہ اِس رسالہ کو جو مسیح میں ملانے اور نجات کی راہ بتلانے میں ہمارا ہادی ہے دفن کے وقت ہماری چھاتی پر رکھہ دینا +

اور اکثر دیہات میں ایسا اتفاق ہُوا کہ وہاں کے باشندوں میں سے بعضے صاحب کی خاطر داری اور ٹھہرانے سے راضی اور خوش ہوئے اور بعضے ناراض اور اکثر اُن میں صاحب کی خاطر قضیہ اور لڑائی بھی ہوئی اور کئی گاؤں میں بہت لوگ مسیح پر ایمان بھی لائے چنانچہ وہاں کے ایک بڈھے عیسائی کی اِس بات سے صاحب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ اُس نے اپنی موت کے وقت کہا کہ خدا میرے ساتھہ ہے +

صاحب موصوف نے وہاں ایک مہینے کے دورہ میں قوم کارنون سے اونیس ۱۹ آدمی کو بپتسما دیا۔ جو اہل برہما کی بہ نسبت قوم کارن کے لوگ اتنے زیادہ عیسائی ہوئے کہ وے بیس تھے تو اہل برہما ایک۔ اِس سے بعضوں کا یہہ خیال تھا کہ منادی کرنے والے

اہل برہما کی بہ نسبت قوم کارنون کو تعلیم دینے اور خوشخبری سُنانے میں زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ پر صاحب نے اُن کے خیالوں کو بے اصل ٹھہرایا اور کہا کہ منادی اور تعلیم دونوں مقام میں برابر کیجاتی ہی مگر اُن دونوں کے درمیان میں فرق کا سبب یہہ ہی۔ مثلاً سمجھو کہ ایک گھڑا خالی اور صاف ہی اور ایک میں وہ بدبو کا تیل بھرا ہی جس کو اہل برہما بدبو کا پانی کہتے ہیں۔ سو اگر کوئی اُس بدبو کے تیل بھرے ہوئے گھڑے میں اچھا صاف اور شیریں پانی بھرنا چاہے تو وہ بڑی محنت اور مشکل سے بھرنے لایق ہوگا۔ اِس لئے کہ پہلے اُس سے تیل کا نکالنا پھر گھڑے کا صاف کرنا مشکل ہوگا اور صاف ہوجانے پر بھی کچھ نہ کچھ تیل کی بدبو کا اثر اُس میں باقی رہے گا۔ اور جو پانی اُس میں اتنی محنت سے بھرا جائے گا وہ ایسا صاف اور تازہ نہوگا جیسا کہ خالی گھڑے کا پانی ہوتا ہی۔ پس اہل برہما کے دل گویا تیل بھرے ہوئے گھڑے ہیں یعنے اُن کے دلوں میں اپنے علم وعقل کا گھمنڈ اور اپنے قدیم مذہب کی چکنی باتیں جو بدبو تیل سے نسبت کیجاتی ہیں بھری ہیں اور اُن کا اُن کے دلوں سے نکالنا مشکل ہی کیونکہ جب اُنسے کہا جاتا ہی کہ اپنے دل سے اپنے قدیم مذہب کی باتوں کو جو بدبو تیل کی مانند ہیں نکال ڈالو تو وے اُنہیں اپنے مفید اور روشنی کے لایق سمجھ کر نہیں نکالتے۔ اور اگر کسی نے بہت سمجھانے بجھانے سے نکالا بھی تو کچھ نہ کچھ اگلا اثر اُن میں باقی رہتا ہی۔ اور قوم کارنون کے دل خالی اور صاف گھڑے کی مانند ہیں کہ اُن میں نہ بہت عقل ہی نہ کسی طرح کا علم۔ وے جو باتیں سُنتے ہیں قبول کرتے ہیں سو ایسے صاف گھڑے میں بے محنت پانی بھرا جاتا ہی اور جسقدر بھرا جاتا ہی اچھا اور شیریں رہتا ہی۔ یہہ فرق ہی اہل برہما کی کمی اور قوم کارن کے زیادہ عیسائی ہونے میں +

۱۸۳۳ء کے آخر سال میں جڈسن صاحب نے یوں لکھا کہ مجھے امید تھی کہ میں اس تاریخ میں یہہ لکھتا کہ آج میں نے پرانے عہد نامہ کے ترجمہ کرنے سے فراغت پائی پر باوجودیکہ میں نے اپنا اکثر وقت دیر سے اس کام میں خرچ کیا تو بھی اس کام کے مشکل ہونے اور اپنی بیماری کے سبب سے ابھی تک تمام نہ کر چکا۔ اور اُس کے ایک مہینے بعد یوں لکھا کہ خدا کا شکر کہ اب میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اس کام کو تمام کیا اور بیبل کا آخر ورق ہاتھ میں لے اور گھٹنے ٹیک کر خدا سے یوں دعا کی کہ ای خدا جتنے گناہ میرے اس کام کے کرنے میں ہوئے ہوں معاف کر اور آیندہ کو میری مدد کر کہ جو بھول اور سہو اس میں ہوئے ہوں میں اُنہیں دُور کر سکوں۔ میں نے اس ترجمہ کو تیرے فضل و رحم کے سپرد اور تیرے جلال کے لئے مخصوص کیا کاش کہ تو اپنے الہامی کلام کو جواب برہما کی زبان میں تمام ہوا ملک برہما کو ہمارے بڑے خدا اور نجات دہندہ خداوند عیسیٰ مسیح کی تعریف سے معمور کرنے کا باعث ٹھہراوے آمین +

صاحب موصوف نے بیبل کا ترجمہ برہما کی زبان میں ایسی عمدہ اور صاف عبارت میں کیا ہے کہ وہاں کے اچھے محاورہ دان لوگ اُس کی تعریف کرتے ہیں اور وہ اپنے یہاں کے کام کو ایسا دوست رکھتا کہ اُس کے عزیز اور دوست آشنا ہمیشہ امریکہ سے لکھا کرتے کہ ایک بار یہاں آکر ہمیں دکھا جاؤ۔ پر وہ باوجودیکہ خود بھی اُن کے دیکھنے کی آرزو رکھتا پر اپنے یہاں کے کاموں کو اُن کی ملاقات کی خوشیوں سے ہزاروں درجہ بہتر سمجھکر اُنہیں یہی جواب لکھتا کہ ابھی مجھے یہاں کام بہت ہے اور ہم یہاں بہت تھوڑے ہیں اور ہدایت و تعلیم کے محتاجوں کا شمار نہیں کھیتی سوکھنے کے قریب اور کاٹنے کے

بوڑھے کا گھر .. .. .. .. .. .. .. ۰/
چند لڑکے لڑکیوں کی حکائتیں .. .. .. .. ۰/
چند عورتوں کی حکائتیں .. .. .. .. .. ۰/
دہکتی بھٹی کا بیان .. .. .. .. .. یک پائی
دلچسپ کہانیاں .. .. .. .. .. .. ۰/
دو گھر کی تمثیل .. .. .. .. .. .. یک پائی
ایک برہمن کی حکائت .. .. .. .. .. یک پائی
ایک شخص کے مسیحی ہونیکا حال .. .. .. یک پائی
ایک بادشاہ کی حکائت .. .. .. .. یک پائی
ایک تمثیل اور اُس کی تاویل .. .. .. یک پائی
غافل سونیوالا .. .. .. .. .. .. یک پائی
گنیش کی حکائت .. .. .. .. .. .. ۰/
گم گشتہ فرزند .. .. .. .. .. .. ۰/
حکائت ہند .. .. .. .. .. .. .. ۸/
حکایات واقعی لکھنو .. .. .. .. .. ۰/
حکایات مفید .. .. .. .. .. .. ۰/
حکائت مغلوب محبت .. .. .. .. .. ۱/
حکایات سلاطین .. .. .. .. .. .. ۰/
انجیل کے خدمت گذار .. .. .. .. .. ۰/
جان بابو .. .. .. .. .. .. یک پائی
کلیوں اور پاپیوں کا قصہ .. .. .. .. ۰۲/

کاذبوں کا قصہ .. .. .. .. .. .. یک
خون سے خریدا ہوا .. .. .. .. .. ۰
خدا سے میل کرو .. .. .. .. .. یک
خدا کی روح .. .. .. .. .. .. یک
کلاڈیا کی حق شناسی .. .. .. .. ۰
کرشن کا احوال .. .. .. .. .. .. ۰
کتب فروش کی سرگذشت .. .. .. .. ۱
لڑکوں کی حکائتیں .. .. .. .. .. ۰
لذی کا تذکرہ .. .. .. .. .. .. ۰
مبروص کی حکائت .. .. .. .. .. یک
مدرسے کے لڑکوں کی حکائتیں .. .. .. ۰
محبوب خاں کی سرگذشت .. .. .. .. ۰/
مالا کہانی .. .. .. .. .. .. .. ۰/
ملکہ کی حکائت .. .. .. .. .. یک پا
سیتا رام زرگر کا قصہ .. .. .. .. ۰/
سکھنی کا احوال .. .. .. .. .. ۲/
تاج کی تمثیل .. .. .. .. .. یک پا
تمثیلی نصیحتیں .. .. .. .. .. ۰/
تعلیم الاطفال .. .. .. .. .. .. ۱/
طلائی رشتہ .. .. .. .. .. .. ۲/
تین قسم کے بہشتوں کا بیان .. .. .. یک پا

جنگ مقدس .. .. .. .. .. .. .. ۸ر و ۱۲ر و عہ
مسیح کا جی اوٹھنا .. .. .. .. .. .. ۳ر
مسیح کی پیدائش .. .. .. .. .. .. ۔ر
مسیح کی الوہیت اور انسانیت کی دلیلیں .. ۔ر
معجزات مسیح .. .. .. .. .. .. .. ۔ر
مواعظ عقبیٰ .. .. .. .. .. .. .. ۰ر
نجات کا رستہ .. .. .. .. .. .. یک پائی
نجات دہندہ کی ضرورت .. .. .. .. یک پائی
نبی معصوم .. .. .. .. .. .. .. ۰ر
نور سے ہدایت .. .. .. .. .. .. ۔ر
پیش خبریاں مسیح کے حق میں .. .. .. ۔ر
راحت القلوب .. .. .. .. .. .. ۲ر
راہ نجات .. .. .. .. .. .. .. ۴ر
رسالہ فرحت روح .. .. .. .. .. ۔ر
روح کا نجات دہندہ .. .. .. .. .. یک پائی
شہادت مسیح اپنے حق میں .. .. .. یک پائی
شرع و فضل .. .. .. .. .. .. .. ۔ر

## حالات بزرگان دین

احوال مسیح .. .. .. .. .. .. ۔ر
احوال پادری وسلی صاحب .. .. .. .. ۲ر
بیبل کی نقلیں حصہ اوّل .. .. .. .. ۴ر
حصہ دوم .. .. .. .. .. .. .. ۴ر
بشپ ٹیسن صاحب کی زندگی کا احوال .. ۲ر
بزرگ نتھانیئل کا ذکر .. .. .. .. .. ۔ر
ڈاکٹر جڈسن صاحب کی سرگذشت .. .. ۳ر
دینی و دنیاوی تواریخ کا مجموعہ .. .. .. عہ ۴ر
حدیقۃ السوسن .. .. .. .. .. .. ۲ر
خلاصہ تواریخ بیبل .. .. .. .. .. ۲ر
کتاب مقدس کا احوال .. .. .. .. .. ۰۲ر
مستورات بیبل .. .. .. .. .. .. ۴ر
تاریخ کلیسیا .. .. .. .. .. .. .. ۶ر
تاریخ جوسفی .. .. .. .. .. .. .. ۲ر
تذکرہ المومنین .. .. .. .. .. .. ۸ر

## قصہ جات مذہبی

آموں کا قصہ .. .. .. .. .. .. یک پائی
اپنا کوئی نہیں ہے جی .. .. .. .. ۲ر
بیضہ فروش .. .. .. .. .. .. یک پائی
بگڑی ہوئی لڑکی کی حکایت .. .. .. یک پائی

اُس سے پوچھا کہ کیا وہ عیسائی ہے - اگر عیسائی ہوتا تو کہتا کہ بھائی مسیح اُس کو پیار کرتا ہے تو تم اُسے کیوں نہیں پیار کرتے - اور غیر قوم ہوتا تو کہتا کہ ایسے شخص کے حال پر افسوس کرنا چاہیئے نہ ناراض ہونا - اور جب برہما کے لوگوں کی پہلی حالت کو اب کی حالت سے ملاتا تو خدا کا بہت ہی شکر کرتا کہ خدا نے اِس ملک پر اپنا کیسا بڑا فضل دکھلایا کہ سیکڑوں عیسائی ہوئے - اُس کے کاموں سے ظاہر ہے کہ اُس کی زندگی کی خاص غرض یہی تھی کہ وہ پولوس کی مانند کہے کہ (زندگی میرے لئے مسیح ہے اور موت نفع) +

اور یہہ کہہ سکتا تھا کہ (میں اچھی لڑائی لڑ چکا میں نے دوڑ کو تمام کیا میں نے ایمان کو بچا رکھا آخر راستبازی کا تاج میرے لئے دھرا ہے سو خداوند جو راست حاکم ہے اُس دن مجھے دے گا اور فقط مجھی کو نہیں بلکہ اُن سب کو بھی جو اُس کے ظاہر ہونے کو چاہتے ہیں - پس اے میرے عزیز بھائیو تم ثابت قدم اور پائدار رہو اور خدا کے کام میں ہمیشہ ترقی کرتے رہو یہہ جانکر کہ تمہاری محنت خداوند میں بیفائدہ نہیں) +

# تمام شد

---

امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم وایلی منیجر کے
اہتمام سے چھپی
سنہ ۱۸۹۴ء

رکھنے میں مشغول ہوگیا۔ اور ہر ایک رنج و راحت کو جو اُس پر گذرا خدا کی طرف سے اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے سمجھا اور ہر ایک کام سے اپنے آسمانی باپ کی مرضی اور قدرت کو پہچانا اور اُس سے اپنے لئے ایک طرح کے فائدہ کی تعلیم حاصل کی اور اُسے کسی خیال سے کبھی ایسا رنج و خوف نہ ہُوا جیسا اِس سوچ سے کہ میں نے اپنے آسمانی باپ کی مرضی کے مخالف اپنی مرضی کا کام کیا اور اُس کو آنیوالے جلال کی قوی امید اور اِس بات پر کامل یقین تھا کہ نہ موت نہ زندگی نہ فرشتے نہ حکومتیں نہ قدرتیں اور نہ حال و استقبال کی چیزیں نہ بلندی نہ پستی اور نہ کوئی مخلوق مجھے اُس محبّت سے جو میرے خداوند عیسیٰ مسیح میں ہے جدا کر سکے گی ✣

اُس نے برہما میں انجیل پھیلانے کی تدبیر صرف انجیل کی منادی پر موقوف و منحصر رکھی اور اُس پر پُورا بھروسا رکھا کہ اُس کے اثر کے ظاہر ہونے میں دیر لگے تو لگے پر ایسا نہو گا کہ وہ سبھوں پر مسلط نہو اور سب اُس کو قبول نکریں ✣

چنانچہ جب کسی نے اُس سے پوچھا کہ کیا آپ کو امید ہے کہ غیر قومیں مسیح کی طرف رجوع ہو جائیں گی تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ ہاں مجھے اِس بات کی ایسی امید ہے جیسی خدا کے وعدوں سے ✣

اور اکثر یہہ کہا کہ ایک مدّت سے میرا یہہ خیال ہے کہ خدا اپنے لوگوں سے ایسا سلوک کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ کی زندگی کے لئے تیار ہوں اور جب اُسے اُس لایق دیکھتا ہے تو دنیا سے اُٹھا لیتا ہے ✣

اور اگر کبھی کسی نے اُس کے سامنے ذکر کیا کہ میں فلانے سے ناراض ہوں تو

طرف۔ اُس نے اِس ملک میں خدا کے کلام پھیلانے کے لئے اپنا ملک اور دوست اور آرام اور زبان چھوڑی جس زمانہ میں ملک برہما میں آیا یہاں عیسائی کا نام نہ تھا پر اُس کی کوشش اور محنت سے سیکڑوں عیسائی کے شمار کی نوبت پہنچی۔ اور جب اِس جہان فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں پہنچا تو وہاں بھی بہت سے اہل برہما اور کارن وغیرہ کو جو اُس کی منادی کے وسیلہ سے بہشت میں پہنچے دیکھا۔ اُس نے اپنا ہر ایک وقت دعا کرنے میں کاٹا اُس کی طبیعت پیدائشی تیز تھی پر مسیح کے فضل سے بھرپور ہو کر ایسا حلیم ہو گیا کہ اپنے تئیں سب سے زیادہ ناچیز سمجھا۔ جوانی میں اُسے اپنے علم و عقل پر بڑا گھمنڈ تھا اور لوگوں سے اپنی تعریف سُننے کی بڑی خواہش رکھتا۔ پر آخر میں مسیح کی تعریف کا ایسا چاہنے والا ہُوا کہ اپنی تعریف سے ناخوش اور بیزار ہونے لگا اُسے مسیح سے یہہ تعلیم حاصل ہوئی کہ جو سب سے بڑا ہونا چاہے سبھوں کا خادم بنے۔ وہ ہمیشہ اپنے گناہوں کا مقابلہ کرتا رہا اور جب کبھی کوئی خطا ہو گئی تو اُس سے توبہ کی اور پچھتایا اور اُس کام کو پھر نہ کیا اور جب کبھی اُس کے دل میں کوئی ایسی خواہش سمائی جو اُس کے اور خدا کے درمیان میں پردہ ڈالنے والی ہو تو اُس سے باز آیا۔ اُس کے دل کو خدا سے قربت حاصل کرنے کی بڑی خواہش رہی اُس کے دوست آشناؤں نے جو اپنے خطوں میں اکثر اُس کی تعریفیں لکھی تھیں اُنہیں چاک کر ڈالا تاکہ لوگ اُنہیں پڑھکر اُس کے مرنے کے بعد اُسے بڑا عالم اور صاحب لیاقت نہ کہیں۔ اور جب اُسے کسی دنیاوی آرام کی چیز کی خواہش ہوئی یا کوئی کام جو دنیا کے آرام سے علاقہ رکھتا ہو یاد آیا تو اُس کو اپنے دل سے دور کر کے ایک گوشہ میں دعا کرنے اور روزہ

سمندر کا پانی دنیا کی چاروں حدوں کو گھیرے ہے ویسا ہی اُس کا دل ہر طرف خداوند عیسیٰ مسیح کے جلال پھیلانے میں مایل تھا اور اُس کی یہی خواہش بھی تھی کہ میرا دفن سمندر میں ہو سو دیکھو خدا نے اُس کی اِس چھوٹی سی خواہش کو بھی مثل اور سب خواہشوں کے پورا کیا۔ الحاصل وہ جسے ملک برہما کا رسول کہنا چاہیئے اپنی عمر کے دنوں کو خداوند عیسیٰ مسیح کے کام و خدمت میں تمام کر کے اِس پُر فساد دنیا سے خوشی کے ساتھ کوچ کر گیا اور اپنے خداوند کے پاس ابدالآباد عالم میں پہنچا۔ اب وہ اِس پُر مصیبت جہان کی ساری تکلیفوں سے چھوٹ کر خداوند عیسیٰ مسیح کے ہاتھ سے اپنا اجر حاصل کرتا ہے۔ اب اُس کو دنیا کی سختی اور محنتوں پر جو مسیح کے لئے اُٹھائی تھی کچھ افسوس نہیں بلکہ یقین آیا کہ مسیح کی خدمت سب کاموں سے زیادہ تر مفید اور افضل ہے ✣

وہ اگر اپنے علم اور لیاقت کو دنیاوی کاموں میں صرف کرتا تو بیشک دنیا میں اُس کی بڑی عزت اور توقیر ہوتی۔ پر اُس نے دنیا کی عزت کو عاقبت کی ذلّت کا باعث سمجھکر اُدھر متوجہ نہ ہوا اور اپنا سب کچھ مسیح کے کام و خدمت میں خرچ کر کے عاقبت کی بھلائی حاصل کی ✣

اِس بات کی اُسے امید قوی تھی کہ ملک برہما خداوند عیسیٰ مسیح کے جھنڈے تلے ضرور آئے گا اور اُس پر دین مسیحی کا غلبہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اُس کی ہمّت اور ارادہ کے موافق اُسی کی زندگی میں خاص اُسی کی محنت سے خدا کے کلام کا ترجمہ برہما کی زبان میں ہو گیا۔ اور اُس کی کوشش کے اثر سے برہما کے سیکڑوں آدمی مسیحی دین میں شامل ہوئے اور اُس نے یہہ جو کچھ کیا خدا ہی کی طرف نظر رکھکر کیا نہ انسان کی

لایق ہو رہی ہے۔ پر افسوس کہ آپ لوگ نہ ہماری مدد کو خود آتے نہ کسی کو پہنچاتے ہیں ایسی باتوں سے ہمیشہ اُنہیں خواب غفلت سے جگاتا اور اُن کے فرائض سے اُنہیں آگاہ کرتا رہتا۔

صاحب موصوف کو قرینے اور قیاس سے معلوم ہوا کہ شہر آوا میں اگرچہ ابھی تھوڑے لوگ اس دین کے شریک ہوئے ہیں پر امید ہے کہ وہاں کے بہت آدمی ایمان لاویں گے اس لئے اُسے وہاں منادی کرنے اور منادی والوں کے بھیجنے کی بڑی خواہش ہوئی۔ اور جو ابھی تک اُس کی کوئی صورت نہ نکلی تھی اس واسطے ہمیشہ یہہ دعا کیا کرتا کہ خداوندا ایسی راہ نکال کہ ہم شہر آوا میں داخل ہو کے تیرے کلام کی منادی کریں۔ اور اسی طرح سے اور مقاموں میں بھی جہاں ہنوز عیسائی دین کا کچھ چرچا نہ تھا اُسے منادی کرنے کی آرزو تھی۔

اُنہیں دنوں میں جڈسن صاحب کے ہمراہی کی میم نے اپنی دو لڑکیوں کو تحصیل علم کے لئے امریکہ بھیجا اور اُن کی جدائی سے کہ گویا اُس کے دل کے دو ٹکڑے جدا ہوئے بہت روئی۔ تو صاحب موصوف نے اُس کی تسلّی کے لئے اُسے یوں لکھا کہ اے میری پیاری بہن بے حد پیار جو خداوند عیسیٰ میں مجسم ہوا تمکو دیکھتا ہے اگر تم اپنے خستہ اور کچلے ہوئے دل کو اُس کے سامنے کروگی تو وہ خوش ہوگا۔ اور جسقدر تم اپنی لڑکیوں کو پیار کرتی ہو اُس سے ہزاروں حصّہ زیادہ وہ تمکو پیار کرتا ہے۔ اور اُن لڑکیوں کو بھی جب تم ایمان کے ہاتھ سے اُنہیں اُس کے سامنے گذرانو پس تم اُن کو اُس کی خبرگیری کے سپرد کردو۔ مجھے بھروسا ہے کہ وہ اُن کو اپنے میں ملائے ہوئے اب کے حال سے بہتر حال میں واپس لاکر تم سے ملائے گا اور تم جو اب روتی ہوئی بوتی ہو سو خوشی کے ساتھ فصل کاٹوگی۔

۱۸۳۴ء میں جڈسن صاحب نے بسبب گذر جانے اپنی میم صاحبہ کے دوسری

کرتا ہوں ہر ایک پر ظاہر ہونے کے لئے اس بات کو درج اخبار کرتا ہوں۔ کہ وہ اگرچہ ہمارے قید خانہ سے دو میل کے فاصلہ پر رہتی اور اُس کے پاس کوئی سواری نہ تھی اور خود نہایت بیمار اور کمزور تھی پر اپنی کمزوری اور بیماری کو بھول کر ہر روز ہماری خبر گیری کو پیادہ پا قید خانہ میں آئی اور ہمیں آرام پہنچایا۔ سرکار برہما سے ہمارے لئے کچھ کھانے کو مقرر نہ تھا میم صاحبہ موصوفہ نے اپنی دوڑ دھوپ سے جس طرح ہو سکا ہر روز قید خانہ میں ہمارے لئے کھانا پہنچایا۔ اور جب ہمارے کپڑے پھٹ گئے تو کوشش کر کے ہمیں کپڑا بنوایا۔ اور جب جیلخانہ کے بے رحم سپاہیوں نے کچھ پانے کے لالچ سے ہمارے پاؤں نرم میں دیکر ہمکو تنگ کیا تو اُس نے خدمت کرنے والے فرشتہ کی مانند برہما کے حاکموں پاس جا جا کر منّت کی اور ہماری تکلیفوں کو کم کرایا۔ اور خاصکر اسی کی عرض معروض سے سرکار برہما اپنے ملک کی بھلائی حاصل کرنے کو سرکار کمپنی سے صلح کرنے پر تیار ہوئی ✣

# نواں باب

## جڈسن صاحب کی میم کے گذر جانے میں

سرکار کمپنی اور برہما کی لڑائی واقع ہونے سے رنگون میں ایسی کھل بلی پڑی کہ سارے دیسی عیسائی تتر بتر ہو گئے اور جڈسن صاحب بھی رنگون کو چھوڑ کر قصبہ امہرست میں جو انگریزوں کی عملداری میں تھا جا کر ٹھہرے اور وہاں اپنے گھرانے کو اطمینان سے بیٹھا منادی کا کام شروع کرایا ✣

اور جب سرکار کمپنی اور بادشاہ برہما کے درمیان اُن شرطوں کا عہدنامہ جو صلح کے وقت قرار پایا تھا مرتّب ہونے لگا تو صاحب کمشنر نے جو گورنر جنرل صاحب کے ہمراہ تھے جڈسن صاحب کا اپنے ساتھ رہنا مناسب سمجھا اِس لئے کہ وہ اِس ملک میں عرصہ سے ہے اور یہاں کی زبان اور دستورات سے واقف ہے اُس کے ہمراہ ہونے سے عہدنامہ بخوبی مرتّب ہوگا۔ صاحب موصوف کو طلب کیا۔ جو کہ جڈسن صاحب کو بھی اُس عہدنامہ میں دینی باتوں کی شرطیں درج کرانی تھیں اور صاحب کمشنر نے اُن سے یہہ وعدہ بھی کیا کہ جہانتک ہوگا ہم بھی دینی احکام کی شرطوں میں کوشش کریں گے اِس لئے وہ صاحب کمشنر موصوف کے ساتھ آوا کو گیا اور چھہ مہینے تک اُن کے ساتھ عہدنامہ کے مرتّب کرانے میں مصروف رہا۔ اِس لئے گورنر جنرل صاحب نے اُس کو پانچ ہزار روپیہ تنخواہ کے اور دو ہزار روپیہ بطور انعام کے دئیے۔ صاحب موصوف اُس میں سے ایک پیسا بھی اپنے خرچ میں نہ لایا سب کا سب مشن کو دیدیا کہ منادی کے کام چلانے میں خرچ کیا جائے +

۱۴ ستمبر ۱۸۲۶ء کو جب کہ وہ مقام آوا میں تھا اُس کی میم صاحبہ نے اُسے یوں چٹھی لکھی کہ "آج میں نے اپنے نئے مکان میں سارا اسباب پہنچوایا۔ اور جب سے کہ آوا والا ہمارا مکان ویران و برباد ہوا تب سے آجتک میں نے اپنے تئیں اپنے گھر میں نہیں سمجھا مگر آج سے اپنے تئیں اپنے گھر میں سمجھتی ہوں اب مجھے کسی بات کی فکر اور غم نہیں مگر آپ کی اور ماریا کی۔ خدا تم کو ہر بلا سے بچاوے اور برکت دے اور خیر و عافیت سے اپنے پُرانے اور نئے گھر کو واپس لاوے یہہ تمہاری دلسوزاں کی دعا

ہے۔ صاحب موصوف کو اُس کی یہی آخری چٹھی ہے کیونکہ وہ یہی چٹھی لکھکر بخار میں مبتلا ہوئی اور اُسی بیماری میں دنیا سے رحلت کر گئی ✤

افسوس کہ اُس خادمہ دین نے بیگانوں کے درمیان جہاں چند دیسی عیسائیوں کے سوا کوئی اور ہمدرد نہ تھا دنیا سے کُوچ کیا۔ اُسے بیگانوں کے درمیان موت آتے وقت اپنی لڑکی کی یتیمی اور پیارے خاوند کے آخری دیدار کی محرومی کا کیا کیا خیال نہ آیا ہوگا ✤

اُس نے اپنی بیماری کی حالت میں اُن دیسی عیسائیوں سے جو وہاں تھے اکثر یہہ باتیں کہیں کہ اُستاد کے آنے میں دیر ہے اور میں بیماری سے اپنی چھوٹی لڑکی کو تنہا چھوڑ کر مرنے پر ہوں پر خدا کی مرضی پر راضی ہو کر مرنے سے نہیں ڈرتی۔ ہاں یہہ خوف البتہ ہے کہ مجھے ایسے بھاری دُکھ اُٹھانے کی طاقت نہیں تم اُستاد سے کہنا کہ وہ سخت بیماری کے باعث آپ کو کچھ لکھہ نہیں سکی۔ اور جو کچھ دیکھتے ہو اُن سے بیان کرنا اور اُس کے آنے تک گھر اور سب چیزوں کی خبرداری رکھنا۔ اور اِس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد برہما کی زبان میں ایک آہ دردناک بھر کر جاں بحق ہوئی ✤

ظاہرا اُس کے گذر جانے کا سبب یہہ ہوا کہ اُس نے جڈسن صاحب اور دوسرے انگریزوں کے مقام آوا میں قید ہو جانے کی حالت میں دو برس کے قریب بیماری کی حالت میں بڑی محنت کی اور تکلیفیں اُٹھائیں۔ اکثر دھوپ میں پیدل چلی پھری اور ہر روز صاحب کی رہائی کے لئے وہاں کے حاکموں پاس جایا کی اور صاحب کی خبرگیری کو قید خانہ میں آتی جاتی رہی۔ ایسی محنتوں سے نہایت کمزور اور ناتواں

شادی کی اور اُس کو یہہ میم صاحبہ بھی مثل پہلی کے نہایت ہوشیار اور دیندار ملی جس سے اُس نے بہت مدد پائی ✣

اب صاحب موصوف نے سمجھا کہ دیسی عیسائی ولایتیوں کی نسبت بشرط صداقت کے زیادہ تر اِس کام کے لایق ہیں کیونکہ اِس ملک کی ریت و رسموں سے واقف ہیں اس لئے ہمیشہ اُنہیں اِس کام پر مقرر کرنے کی خواہش رکھی بلکہ کئی شخصوں کو جو ہوشیار تھے اپنے ساتھ رکھکر اُنہیں منادی کرنے کے قاعدے سکھلانے اور دوسرے صاحب لوگوں کو بھی اسی بات کی ترغیب دی کہ دو چار شخصوں کو جن میں اِس کام کی لیاقت دیکھو اپنے ساتھ رکھو کہ اِس طور سے منادی کا کام زیادہ چلے گا ✣

اور ۱۸۳۵ء میں یہہ تجویز کی کہ ابتک یہی بہتر معلوم ہوا کہ سب خادمانِ دین ایک ہی جگہہ پر رہکر منادی کریں مگر اب یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک جدا جدا مقاموں میں جاکر منادی کریں اِس صورت میں دو فایدے ہوں گے۔ ایک یہہ کہ کئی جگہہ پر منادی کا کام جاری رہے گا دوسرا یہہ کہ اِس کام کی جوابدہی ہر ایک کی ذات سے متعلق ہوگی تو سب کے سب اِس میں کوشش اور دلسوزی کریں گے اور کوئی اپنی غفلت اور سُستی کو دوسرے کے سر پر نہ ڈال سکے گا ✣

اُس نے لوگوں میں انجیل پھیلنے کو اسکول وغیرہ کے وسیلوں سے منادی کے وسیلے کو زیادہ تر مفید اور موثر سمجھا اِس لئے کہ اُسے انجیل کے وعدوں پر پورا بھروسا تھا کہ وہ خود پُرتاثیر ہے۔ اور خدا نے اُس کے وسیلہ کو اور سب وسیلوں پر فوقیت دی ہے تو اُس سے بڑھکر کسی اور وسیلہ میں کیا تاثیر ہوگی اگرچہ اسکول کی تعلیم کو بھی انجیل کے پھیل

جانے کا ایک وسیلہ سمجھا پر اُسے منادی کے وسیلہ پر مقدم کرنا جایز نہ ٹھہرایا۔ اور اُسے اِس باب میں بڑا خیال اِس بات کا ہوا کہ اگر ولایتی خادمانِ دین اِسکول کی تعلیم میں بہت محنت کریں گے تو اُن کو منادی کرنے کی فرصت اور طاقت نہ رہے گی۔ اِس لئے اُنہیں اکثر منادی کرنے کی بابت بہت ترغیب دیا کرتا۔ اور اُس کی منادی کا قاعدہ یہہ تھا کہ اپنے دین کی خوبیاں صحیح صحیح بیان کرکے لوگوں کی ہدایت سے کام رکھتا نہ اُس ملک کے لوگوں کے دیوی دیوتاؤں اور بے اصل خیالوں کی برائیاں بیان کرنے میں اپنا وقت ضایع کرتا ✤

صاحب موصوف کو یہہ خواہش اور شوق ہوا کہ علم الٰہی کی تعلیم کا ایک مدرسہ قایم ہو اور اپنے ساتھ کے صاحب لوگوں کو یہہ رائے دی کہ ہر ایک کلیسیا میں جتنے جوان ہوشیار اور علم کی تحصیل کرنے کے لایق ہوں اُنہیں اپنے پاس رکھکر تعلیم دیں اور جب وے کچھ حاصل کریں تو اُنہیں علم الٰہی کی تعلیم کے مدرسہ میں بھیجیں۔ اور ایسی عیسائیوں کے لئے اِسی قدر تحصیل علم کی کافی ٹھہرائی کہ وے ابتدا سے انتہا تک بیبل کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھیں اور علم الٰہی و تواریخ و جغرافیہ سے اُسی قدر تحصیل کریں جو بیبل سے علاقہ رکھتا ہی۔ اور لکھنے پڑھنے میں اتنی مہارت حاصل کریں کہ اپنے دل کے خیالوں کو مناسب طور سے لکھ کر ظاہر کرسکیں اور پڑھ سکیں نہ یہہ کہ علم فلاسفہ اور ریاضی و نجوم وغیرہ کی تحصیل کرنے میں اوقات گذرانیں ✤

صاحب موصوف کو ملک برہما میں خدا کے کلام پھیلانے کی بڑی خواہش تھی وہ انجیل اور اُس کے سنانے والوں کو انسان کے دو ہاتھوں سے نسبت دیتا اور

کہتا کہ اِسی سے شیطان کی سلطنت اُٹھائی اور مسیح کی بادشاہت پھیلائی جاسکتی ہی۔ پس جس کسی نے اِن دونوں میں سے ایک کو چھوڑ دیا تو گویا اپنا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا +

اور اُس نے نئی انسانیت کا ٹھیک نشان یہہ ٹھہرایا۔ کہ جس نے اپنے گناہوں سے واقف ہو کر اُس سے توبہ اور افسوس کیا۔ اور سب بھروسوں کو چھوڑ کر خدا کی مقبولیت کے لئے صرف عیسیٰ مسیح پر بھروسا رکھا اور اپنے تئیں بالکل اُس کے سپرد کیا۔ اُس نے نئی انسانیت پائی سو جس شخص میں یہہ نشان پایا اور معلوم کیا کہ اِس کا دِل بدل گیا۔ اور عیسیٰ مسیح میں ہو کے گویا نیا مخلوق بنا تو اُس کے علم کی بہتایت اور عیسائی مذہب کی باتوں سے بہت واقفیت کی ضرورت نہ جانی۔ صرف اُس کے دل کی خواہش کی تبدیلی سوال وجواب کرنے اور متلاشیوں کی تجربہ کاری سے دریافت کر لیا کہ اِس کا دل بدل گیا یا نہیں اور اُس کے پڑوسیوں سے اُس کا اخلاق دریافت کر لیا کہ کیسا ہی جب معلوم ہوا کہ بدارادہ سے نہیں بلکہ سرِنو پیدا ہو کر سارے دل وجان سے مسیح پر ایمان لایا تو اُسی کو کافی سمجھکر اُسے بپتسما دیدیتا +

قوم کارنوں کے دیہات کے دورہ میں ایک وقت کا ذکر ہی کہ صاحب نے قوم کارنوں کے راجاؤں میں سے ایک راجہ کو انجیل کی منادی سُنائی اور وہ بڑی خواہش سے دل لگا کر آدھی رات تک سُنتا رہا اور فجر کو صاحب سے بپتسما کی درخواست کی۔ صاحب نے اُس کے ایمان کا امتحان لیا اور اُس میں پورا پاکر بپتسما دیا۔ راجہ نے اپنی رعیت کو اپنا بپتسما دیکھنے کے لئے طلب کیا وہ اُس کے بیٹے کی جو بودھ مذہب کا بڑا پوجاری تھا طرفدار ہوئے اور راجہ کا بپتسما دیکھنے نہ آئے یہہ کارنوں کا پہلا

راجہ ہی جو مسیح پر ایمان لایا۔ وہ ایسا مضبوط نکلا کہ ہر چند لوگوں نے اُسے بہت تکلیف دی پر وہ اِس دین سے نہ پھرا اور تھوڑے روز کے بعد اُس کی رانی اور بڑی لڑکی نے بھی عیسائی ہونے کی خواہش کی اور صاحب نے امتحان کے بعد رانی کو بپتسما دیا اور لڑکی کا بپتسما ملتوی رکھا ✣

صاحب موصوف نے اپنے دل میں یہہ ٹھانا کہ میں انجیل کی منادی کے سوا ہرگز کسی مذہب کی بُرائی بیان کرنے سے سروکار نہ رکھوں گا۔ اِس لئے کہ ہر ایک ملک میں جتنی کثرت سے انجیل کی منادی کی گئی اُتنی ہی اُس کی تاثیر ظاہر ہوئی اور اپنی کلیسیا کی گذران کی بابت ہمیشہ یہی بات لکھی کہ خدا کے روح کی تاثیر ہر ایک عقلی تدبیر سے ہزاروں درجہ بڑھ کر مفید ہی ✣

صاحب موصوف کو دورہ کرکے گاؤں میں منادی کرنے اور انجیل سُنانے کا کام اَور کاموں سے زیادہ پسند آیا تھا چنانچہ جب موقع پاتا تو اکثر دیہاتوں کا دورہ کرکے لوگوں کے درمیان میں منادی کرتا لیکن اب جو اُس کی اپنی سمجھ اور اپنے ساتھ کے صاحب لوگوں کی صلاح سے معلوم ہوا کہ بیبل کے ترجمہ درست کرنے اور دینی باتوں کے رسالے لکھنے میں زیادہ تر فائدہ ہی۔ کیونکہ منادی اکثر لوگ کر سکتے ہیں اور ترتیب رسالہ اور ترجموں کی درستی ہر ایک سے نہیں ہو سکتی۔ ناچار منادی موقوف کرکے ترجمہ اور ترتیب رسالوں میں مصروف ہونا اختیار کیا۔ مگر اِس سبب سے کہ وہ اپنی منادی کرنے کو بہت پسند کرتا اور اُسے خدا کے جلال پھیلنے کا خاص سبب جانتا تھا جب اپنے اِس ارادہ کو لکھنے لگا کہ آیندہ سے دفتر ہی میں رہکر

رسالے لکھنے اور بیبل کے ترجمہ کرنے میں اپنی اوقات خرچ کروں گا تو اُسے رونا آگیا اور کئی قطرے آنسو کے کاغذ پر گرے کہ اُن کا دھبّا کاغذ پر پڑ گیا۔ اور جب منادی چھوڑ کر ترجمہ وغیرہ میں مصروف ہونے پر ہوا تو اپنے دوستوں سے یہہ درخواست کی کہ آپ لوگ میرے لئے دعا کریں کہ میں اِس گوشہ نشینی کے کام میں خداوند عیسیٰ سے ایسی مدد پاؤں کہ اپنے کام کو خوبی سے انجام دُوں اور اُسکی موجودگی سے خوش رہوں +

کوئینگ نامی ایک دیسی عیسائی کا ذکر ہے کہ اُس نے ایک روز یہہ بات کہی کہ میں اپنی نالایقی اور اپنی منادی کی کم تاثیری کے باعث مشن سے تنخواہ کا حقدار نہیں ہُوں۔ اب میں اپنی اوقات گزاری اپنی کمائی سے کرکے بلا تنخواہ خوشی سے منادی کروں گا اور اُس کے ایک برس پیچھے بیمار پڑا تو موت کی بڑی خوشی سے اِس بات پر گواہی دی کہ اگرچہ میں نالایق اور کمزور ہوں پر اِس لئے کہ عیسیٰ مسیح دنیا میں گنہگاروں کے بچانے کو آیا اور وے جو اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اُسے چھوڑیں گے بچ جائیں گے کیونکہ مسیح نے اُن کے لئے اپنی جان دی +

ایسا ہی ایک دوسرے عیسائی کوتابیو نام کا ذکر ہے کہ وہ عیسائی ہونے سے پہلے بڑا ڈاکو تھا اور جن دنوں میں اِس دین کی باتیں دریافت کیا کرتا ایسی بدخوئیاں دکھلاتا کہ اُستادوں کو مشکل سے اُن کی برداشت ہوتی۔ آخر کو خدا کے فضل نے اُس کی بدخوئی اور بُری طبیعت پر ایسا غلبہ کیا کہ وہ اپنی کمزوری اور نالایقی اور گناہوں سے واقف ہوکر روزہ رکھنے اور کلام پڑھنے اور دعا کرنے کے وسیلہ سے اُنہیں دبانے لگا اور آخر کو اُن پر غالب آیا۔ اور جو لوگ اُس کے رات دن دعا کرنے میں

مصروف رہنے سے واقف تھے اِس لئے اُنہیں اُس کی بدخوئی کو نیک خوئی سے بدل جانے میں کچھ تعجب نہ ہوا۔ وہ اَور کاموں میں تو سُست و بے پرواہ تھا پر منادی کرنے میں بڑی سرگرمی اور دلسوزی کرتا چنانچہ اُس کی محنت سے قوم کارن کے بہت لوگ عیسائی ہوئے۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ کوئی کیسا ہی بدمزاج و بدعادت و خراب طبیعت کیوں نہو مسیح پر ایمان لانے اور پاک کلام پڑھنے اور دعا کرنے سے اپنی بُرائیوں پر غالب آنے کی طاقت ضرور پائے گا +

قوم کارن کے لوگ جو اکثر وحشی تھے اِس لئے جب کسی صاحب نے وہاں کا دورہ کیا اور اُن میں سے کسی کو ہوشیار اور بات سمجھنے کے لایق پایا تو اُسے اِس غرض سے مول مَین کو پہنچایا کہ وہاں پر تعلیم پاوے اور پڑھنا سیکھ کر آوے اور اپنی قوم کے لوگوں کو اپنی زبان میں تعلیم اور ہدایت کرے +

جڈسن صاحب جب اِس ملک میں آیا تو اُس کو اِن دو باتوں کی بڑی آرزو ہوئی۔ ایک یہہ کہ خدا اِس ملک میں ایک ایسی کلیسیا دکھلائے جس میں سو آدمی شریک ہوں۔ دوسرے یہہ کہ میں اِس ملک کی زبان میں خدا کے کلام کا ترجمہ لکھوں۔ سو خدا نے اُس کی دونوں خواہشیں پوری کیں کہ سو آدمی کی جمعیت سے زیادہ کی کلیسیا قایم ہوئی اور تمام بیبل کا ترجمہ بھی اُس کے قلم سے لکھا گیا اُس نے ستائیس ۲۷ برس تک ملک برہما میں رہکر اُنہیں کاموں میں اپنے وقت خرچ کئے۔ اور وہ لکھتا ہے کہ میری اتنی مدتوں کی کارروائی صرف ہمیشہ کی دعا کرنے سے انجام کو پہنچی۔ بیشک دعا کرنے سے ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے۔ اور صاحب موصوف نے اپنے دل کو صاف کرنے اور

اپنے کاموں میں مشغول رہنے کے لئے یہہ کئی قانون اپنی ذات خاص کے لئے مقرر کئے۔ صبح کو بڑے تڑکے اُٹھنا۔ خاصکر سویرے اور دوپہر اور شام کو دعا کرنا۔ انگریزی کتابوں سے دینی کتابوں کے سوا دوسری کتابوں کا نہ پڑھنا۔ غصہ کی آمد کو روکنا حتی الامکان دنیاوی خواہشوں کو روکنا۔ سبھوں کی بھلائی کا موقع ڈھونڈھتے رہنا۔ روح القدس کی تاثیر کو پہچاننا اور اُس کو ماننا +

جب ہم سُست اعتقادوں کی شکستہ امیدوں کو صاحب موصوف کی حاصل کی ہوئی آرزوؤں سے ملاتے ہیں تو کچھہ شک کی جگہہ باقی نہیں رہتی کہ وے جو خداوند پر پورا بھروسا رکھتے ضرور اپنے دل کی مرادوں کو حاصل کرتے ہیں اور کریں گے۔ کیونکہ خدا کا یہہ وعدہ سچا ہے کہ خداوند کی یاد میں مسرور ہو کہ وہ تیرے دل کے مطالب پورے کرے گا۔ اپنی راہ خداوند پر چھوڑ دے اور اُس پر توکل کر وہ سب بنا لے گا +

# گیارھواں باب

## جڈسن صاحب کے رنج کا بیان

اُس نے کلام الٰہی کے ترجمہ کرنے میں اپنے وقتوں کو خرچ کیا مگر انجیل کی منادی کو اس سے زیادہ تر مفید و موثر سمجھا۔ چنانچہ جب ترجمہ وغیرہ سے فرصت پاتا تو دورہ و منادی کرنے میں مصروف ہوتا تھا لیکن اپنے گلے کی بیماری سے جو اُن دنوں ہو گئی تھی مشکل سے بات کر سکتا بلکہ زیادہ بولنے سے وہ بیماری زیادہ ہو جاتی۔ اس باعث سے دورہ اور منادی موقوف کر کے برہما کی لغات جمع کرنے میں اپنے وقتوں کو صرف

کرنے لگا۔ مگر اپنی میم صاحبہ اور لڑکوں کی بیماری کے سبب سے اُس کام کی فرصت بھی کم پائی اُسے اُن کی قسم قسم کی بیماریوں سے نہایت رنج اور بیمار داری سے بہت ہی پریشانی ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کی تجویز کے موافق میم صاحبہ اور لڑکوں کو سمندر کی ہوا کھلانے کو جہاز پر چڑھا کر لے چلا بارے سمندر کی ہوا سے اُن کو کچھ صحت ہوئی۔ پر جب جہاز بندر کلکتہ پر پہنچا تو پھر اُن کی بیماری جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی اور اُسی میں ایک لڑکا گذر بھی گیا۔ صاحب اور اُس کی میم صاحبہ کو اُس لڑکے کے مرجانے پر اِس خیال سے صبر آیا کہ یہہ ہمارا پیارا لڑکا خداوند عیسی مسیح کے فضل سے بہشت میں داخل ہوا اور دنیا کی بُرائی اور آزار سے چھوٹ گیا اور اگرچہ وہ ہمارے پاس نہیں آسکتا پر ہم ایک روز اُس کے پاس پہنچیں گے +

اور جب وے کلکتہ سے مول مین کو چلے تو جہاز پر سوار ہونے سے پہلے صاحب نے خدا سے یہہ دعا کی کہ میں لوگوں کو اُن کے گناہوں سے باز رکھنے اور مسیح کی طرف رجوع کرانے کا باعث ہوؤں۔ اور جہاز پر چڑھنے سے پیشتر یہہ بھی ظاہر کیا کہ خدا نے میری دعا سُنی اور میرے وسیلے سے جہازیوں کو اپنا فضل بخشے گا۔ اور جب جہاز پر سوار ہوا تو موقع پاکر صرف عام ہی طور کے وعظ سے نہیں بلکہ خاص طور پر بھی ہر ایک شخص کو تنہائی میں نصیحت اور ہدایت کی اور بہت خوبی سے اُنہیں خدا کا حکم سُنایا اور سمجھایا اور اُس کی تاثیر بخش وعظ و نصیحت نے جہازیوں کے دلوں پر اپنی وہ تاثیر دکھلائی کہ اُن کے سخت دل نرم ہوگئے اور وعظ سُنکر آنکھوں سے آنسو بہائے۔ اور جب وہ سفر تمام ہوا تو جہاز کے کپتان اور کئی ایک جہازیوں نے مقام مول مین صاحب

موصوف کے ہاتھ سے بپتسما لیا اور عہد کیا کہ اب سے ہم سچے عیسائیوں کے موافق اپنی زندگی بسر کریں گے اور جہانتک ہو سکے گا گناہوں سے باز رہیں گے اور خدا کے حکموں کو مان کر اُس کے فضل اور موت پر جسقدر کہ اُس نے ہمیں عنایت فرمایا فروتنی سے بھروسا رکھیں گے۔ اور جہاز کا کپتان صاحب موصوف سے بہت ہی خوش ہوا یہانتک شکرگذاری ظاہر کی کہ جہاز کا کرایہ جو اِس سبب سے کہ جہاز چکر سے موتیس ہو کر آیا قریب دو ہزار روپیہ کے ہوتا تھا نہ لیا۔ غرضکہ صاحب موصوف کو ہمیشہ اپنے سارے دل و جان سے ہر جگہہ پر ایسے ہی موقع کی خواہش رہی کہ جس سے لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کرائے۔ سو اِس سفر میں بھی اُس کے وعظ کے وسیلہ سے جہازیوں پر خدا کا فضل ہوا گویا اُس کے اِس سفر سے خدا کا یہہ انتظام ہوا کہ جہازیوں کو ہدایت ہو۔ بالجملہ وہ اپنے گھر میں پہنچکر پھر برہما کی لغات لکھنے میں مصروف ہوا۔ مگر میم صاحبہ کی بیماری دفع نہ ہوئی اِس سبب سے ڈاکٹر صاحب کی یہہ رائے ہوئی کہ بغیر ولایت گئے صحت نہ ہوگی ناچار اُن کی تجویز کے موافق ۱۸۴۵ء کو ولایت جانے کی تیاری کی +

صاحب کو اپنے کاموں کے ناتمام رہجانے اور اپنی کلیسیا کے بھائیوں کی جدائی اور اپنے تینوں لڑکوں کا یہاں تنہا چھوڑ جانے کا نہایت رنج و افسوس رہا پر کیا کرے لاچاری کا مقام تھا کہ بغیر ولایت گئے میم صاحبہ کے صحت کی صورت نظر نہ آئی اور نہ اکیلی جا سکتی تھی کہ نہایت کمزور و ناتوان ہو گئی تھی ناچار اُس کے ساتھ گیا اور یہاں سے دو منشیوں کو بھی اپنے ساتھ لیا کہ امریکہ میں پہنچکر برہما کی لغات لکھنے میں مصروف رہے۔ اِس لئے کہ اُس نے سمجھا کہ میں نے بتیس ۳۲ برس سے زبان انگریزی میں وعظ

ومنادی کرنا بالکل چھوڑ دیا صرف برہما کی زبان میں منادی کی اب انگریزی میں منادی
کرنی مشکل ہوگی اس لئے چاہا کہ ایک گوشہ میں بیٹھکر لغت ہی لکھنے میں مصروف رہے
الغرض جب جہاز پر سوار ہوکر چلا تو اُس سفر کے پہلے حصّہ میں جہاز کی جنبش سے میم صاحبہ
کو بڑی ایذا اور تکلیف پہنچی پھر اُس کے بعد اُس کی طبیعت کچھ بحال ہوئی اور صاحب
کو اُس کی صحت اور تندرست ہوجانے کی امید قوی ہوئی۔ یہانتک کہ جب جہاز جزیرہ
مورتیس میں پہنچا اور صاحب نے دیکھا کہ اب میم صاحبہ کو صحت ہے اور اکیلی جاسکتی ہیں تو
وہاں سے اُس کو تنہا ولایت کو روانہ کرنا اور آپ برہما کو لوٹ آنے کی تجویز کی۔ دیکھو
صاحب موصوف کو خدا کے کام میں کیسی مستعدی تھی کہ اُس نے اُس کو سارے کاموں
پر مقدم رکھا اگرچہ اُسے اپنی میم صاحبہ کو تنہا چھوڑنے اور اپنے اکیلا رہنے سے نہایت رنج
اور بے آرامی تھی پر اُس کا کچھ خیال نکرکے خدا کے کام کو ایسا پیار کیا کہ میم صاحبہ کو تنہا
ولایت کو روانہ کرنا اور آپ اپنے کام میں مصروف رہنے کے لئے اکیلا رہنا پسند کیا۔
چنانچہ جزیرہ مورشیش سے منشیوں کو رخصت کرکے کہا کہ آپ لوگ چلیں چند روز بعد
میں بھی آؤں گا مگر منشیوں کے رخصت ہونے کے بعد اور صاحب کے واپس ہونے
سے پہلے میم صاحبہ کی بیماری پھر جیسی تھی ہوگئی اور ایسی کمزور اور ناتوان ہوگئی کہ
صاحب نے اُس کو تنہا چھوڑ جانا مناسب نجانکر آپ بھی اُس کے ساتھ ولایت کو
روانہ ہوا۔ جب جہاز جزیرہ سینٹ ہلینا میں پہنچا تو میم صاحبہ موصوفہ نے تین لڑکے
چھوڑکر دنیا سے کوچ کیا اور اپنے خداوند کے جلال وخوشی میں پہنچی اور اُسی ٹاپو میں
دفن ہوئی۔ اگرچہ صاحب کو اُس کے گذر جانے سے بہت رنج اور غم ہوا پر اس خیال

سے کہ اب وہ خداوند عیسیٰ مسیح کے حضور میں پہنچی اور وہاں کچھ رنج اور بیماری اور مصیبت پھر نہ دیکھے گی اپنے دل کو تسلّی دی +

اُس میم مرحومہ کی سرگذشت کا مختصر بیان یہہ ہے کہ جب وہ سولہ برس کی ہوئی تو مسیح پر ایمان لاکر بپتسما لیا اور کلیسیا میں شریک ہوئی۔ مگر جب تک کہ اُس کا بڑا لڑکا نہیں مرا اور ملک برہما میں طرح طرح کے خطرے نہیں دیکھے تب تک ایمان کی زندگی کو جو خدا کے بیٹے پر موقوف ہے مناسب طور سے بسر نہیں کی اِن واقعات اور اپنے تجربہ کے بعد البتہ مسیح کو یقینی ہادی اور حامی سمجھا۔ اُس نے برہما کی زبان سیکھنے میں بڑی کوشش کی اور اُس زبان میں گفتگو کرنے اور لکھنے پڑھنے کی بڑی مہارت پیدا کی۔ برہما کی زبان کی بیبل سے بہت واقف اور انگریزی بیبل کی بہ نسبت اُس کے پڑھنے سے زیادہ خوش ہوتی اور اُس زبان میں کئی ایک دینی کتابوں کا ترجمہ کیا اور کئی غزلیں گرجا میں گانے کے لایق تصنیف کیں اور کلام الٰہی کے سوال وجواب کی چار کتابیں لکھیں اور ہمیشہ عورتوں کے درمیان گرجا کرنے اور خدا کے کلام سُنانے میں بڑی کوشش اور جانفشانی کیا کرتی۔ اور آخر وقت میں اپنے لڑکوں کو مسیح کی طرف رجوع ہونے کے لئے بہت دعا کی جس رات کو کہ اُس کا انتقال ہوا جڈسن صاحب نے اُس سے پوچھا کہ کیا تم ہنوز خداوند عیسیٰ مسیح کو پیار کرتی ہو تو کہا کہ ہاں میں ہمیشہ خداوند عیسیٰ مسیح کو پیار کرتی ہوں۔ اُس کے تھوڑی دیر کے بعد بلا درد اور صدمہ جان کنی کے فوت ہوئی۔ اور دوسرے روز جزیرہ مذکور کی زمین میں دفن کی گئی۔ بیس برس تک اُس نے برہما میں خداوند عیسیٰ مسیح کی خدمت کی اور اِس عرصہ تک محض خداوند کے جلال پھیلانے ہی کے لئے اپنے ماباپ بھائی بہن اور

اہل وطن کی جدائی کا رنج اپنے اوپر اختیار کیا اور مسیح کی خاطر طرح طرح کی مصیبتیں سہیں۔ اب اُن کی عوض میں ہمیشہ کی خوشی اور آرام میں پہنچی اور سارے درد اور ایذاؤں سے چھوٹی۔ اب ہمیشہ خداوند کے دیدار اور اُن لوگوں کی ملاقات سے جو اُس کی منادی اور نصیحت سے خداوند عیسیٰ مسیح پر ایمان لاکر بہشت میں پہنچے ہیں خوش ہے اب وہ اُن میں سے ہے جو بڑی مصیبتوں سے آئے اور اُنہوں نے اپنے جاموں کو برّہ کے لہو سے دھویا اور اُنہیں سفید کیا اسی واسطے وے خدا کے تخت کے آگے ہیں اور اُس کی ہیکل میں دن رات اُس کی بندگی کرتے ہیں۔ اور وہ جو تخت پر بیٹھا ہے اُن کے درمیان سکونت کرے گا وے بھوکھے نہ ہوں گے نہ پیاسے اور دھوپ اور گرمی نہ اُٹھائیں گے کیونکہ برّہ جو تخت کے بیچوں بیچ ہے اُن کی گلہ بانی کرے گا اور اُنہیں پانی کے زندہ سوتوں تک پہنچائے گا اور خدا اُن کی آنکھوں سے ہر ایک آنسو پونچھے گا +

# بارھواں باب

## جڈسن صاحب کا امریکہ میں پہنچنا

چونتیس برس کے بعد اُس کو ملک برہما سے وطن کو جانے کا اتفاق ہوا اور اِس عرصہ میں اُس کے ماباپ اور بھائی گذر گئے صرف ایک بہن زندہ رہی۔ اور جن دنوں اُس نے غیر ملکوں میں منادی کرنے کے لئے اپنا وطن چھوڑا امریکہ کے لوگوں کو اِس کام کا شوق اور خواہش کم تھی بلکہ بعضوں نے اُس کے اِس بلند حوصلہ کو جنون اور حماقت سے منسوب کیا۔ مگر جب کہ وہ اپنی ہمت اور مردانگی سے اپنی مراد پوری کرکے ۱۸۴۵ء کو وطن

میں آیا تو لوگوں نے اُس کی دلیری کی بڑی تعریف کی اور اُس کے کاموں سے بہت خوش ہوئے۔ امریکہ کا ہر ایک عیسائی اُس کی ملاقات کا مشتاق تھا اور جو اُس سے ملا بہت خوش ہُوا +

دیکھو نیک کام کا نتیجہ یہہ ہے کہ وہ جو خدا کے لیئے اپنا وطن چھوڑتے وقت احمقوں میں شمار کیا گیا اب اِس عزت سے اپنے وطن میں آیا کہ ایک ملک اُس کی ملاقات کا آرزومند اور اُس کی تعریف سے خوش ہے۔ جب جہاز بندر باسٹن پر پہنچا تو جڈسن صاحب کو یہہ فکر ہوئی کہ میں چونتیس برس کے بعد اپنے وطن کو آیا اور میرے ماباپ اور سب عزیز و آشنا گذر گئے صرف ایک بہن اور بعضے دوست رہ گئے ہیں سو میں کہاں پر اُترونگا اور یہہ کہ مدّت سے میں غیر ملک میں رہا اب یہاں کے انتظام سے واقف نہیں کہ کیسا ہے پر خدا کے انتظام کو دیکھئے کہ جب وہ امریکہ میں پہنچا تو وہاں کے لوگ اُس کے استقبال کو آئے اور ہر ایک اِس بات کا آرزومند ہوا کہ صاحب میرے ہی مکان پر اُتریں۔ غرض کہ وہاں کے لوگوں نے اُس کی بڑی عزت اور نہایت خوشی سے دعوت اور تواضع کی +

جڈسن صاحب جوانی کے عالم میں لوگوں کے مُنہ سے اپنی تعریف سُننے کا بڑا شایق تھا پر اب خدا کے فضل سے مالامال ہو کر اُس خواہش کو اپنے دل سے نکال ڈالا بلکہ جس نے اُس کی کچھ تعریف کی اُس سے کہا کہ بھائی میں نے ایسا کیا کام کیا جو میری تعریف کرتے ہو۔ خدا نے اپنا کام مجھ سے اِس صورت سے لیا جس طرح کاریگر اوزار اور ہتھیار سے کوئی کام بناتا ہے سو جسقدر تم سے ہو سکے خدا ہی کی تعریف کرو +

صاحب موصوف نے ایک روز امریکہ میں منادی کی اتنے آدمی سُننے کو جمع ہوئے کہ سب کے کان تک اُس کی آواز نہ پہنچ سکی کیونکہ آدمیوں کی بڑی کثرت ہوئی اور وہ اپنے گلے کی بیماری سے بلند آواز سے نہ بول سکتا تھا ایک شخص نے جو اُس کے قریب تھا اُس کا بیان سُنکر بلند آواز سے لوگوں کو سُنایا *

ایک دن اَور ایک بڑی جماعت کے درمیان وعظ کیا جس کا خلاصہ یہہ ہی کہ سب کے لئے خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی ایک ہی سیدھی راہ ہی جس پر چل کر انسان خدا کا جلال ظاہر کرسکتا ہی سوای بھائیو اُس راہ کو ہوشیاری سے ڈھونڈھو کیونکہ اُس کے اِدھر اُدھر اَور بہت سی راہیں ہیں جن پر چلنے سے تمہیں وہ جلال حاصل نہ ہوگا جو خدا نے تمہارے لئے مقرر کر رکھا ہی۔ اور جب خدا کی مقرر کی ہوئی راہ کو پاؤ اور اُس پر چلنے کو قدم مارو تو پھر اُس کو ہرگز نہ چھوڑو اور اگر کوئی اُس راہ کا نشان پوچھے تو یہہ ہی کہ ہر ایک راہوں کی پہچان خدا کے پاک کلام کے وسیلہ سے ہوسکتی ہی۔ پس جس راہ کو خدا کے کلام کے مخالف دیکھو اُسے چھوڑو اور جسے کلام الٰہی کے موافق پاؤ اُس پر قدم اُٹھاؤ۔ یہہ مبارک کلام تمہارے لئے ایک سنہرہ آسمانی چراغ ہی جو خدا نے تمہارے فرضون کی راہ دکھلانے کو تمہیں دیا پس تم اُس بڑے روشن چراغ کی روشنی کی پیروی کرو اپنی ناقص عقل کے دیا کی ذراسی روشنی پر مت بھولو۔ اور خدا کے انتظاموں پر جو تمہارے حالات سے ظاہر ہوتے ہیں دل سے غور اور تامل کرو اور ہمیشہ اپنے دیندار و ہوشیار بھائیوں سے دین کے کاموں میں صلاح لیتے اور ہدایت پانے کے لئے خدا سے دعا مانگتے رہو۔ جب ہم معہ اپنے ہمراہیوں کے نجات کی

خوشخبری سُنانے کو اپنا وطن چھوڑ کر دور ملکوں میں جانے پر تھے تو ایک شخص نے ہم سے پوچھا کہ تم کسواسطے اپنا وطن چھوڑ کر اتنا بڑا پُرخطر سفر اختیار کرتے ہو؟ تو ایک نے ہم میں سے اُس کو یہہ جواب دیا کہ مجھے جانا بہت ضرور ہی۔ ہاں مجھہ پر لعنت ہی جو غیر قوموں کو نجات کی خوشخبری نہ سُناؤں +

سوای بھائیو جو ایسا سوچتا ہی وہی خدا کی راہ پر چلنے میں خوش ہوتا ہی۔ وہ اِس امید میں ہزاروں طرح کی مصیبتوں اور تکلیفوں کی برداشت کر سکے گا۔ یہانتک کہ اِس راہ میں اپنی جان دینے پر خوشی سے تیار ہو جائے گا۔ اور بغیر ایسی سوچ اور سمجھہ کے انسان جلد ناامید ہو جاتا ہی +

اور دوسری جماعت کی منادی میں یہہ کہا کہ اِس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ آدمی کو ایک ہی زندگی ہی جس میں وہ اپنی عاقبت بنانے کے کام کرے دو چار زندگیاں نہیں کہ کسی کو غفلت اور بے پروائی میں گنوا دے اور کسی کو بھلائی کے کاموں میں لگا دے اور اسی ایک زندگی کے کام ہماری عاقبت کو بناتے ہیں۔ کیا اچھی بات ہو کہ ہم اپنی زندگی کو ایسے کاموں میں تمام کریں جو ہمارے خداوند کو پسند آئیں اور ہمارے ہر ایک کام کی غرض یہی ہو کہ جو کچھہ کریں اپنے خداوند عیسیٰ مسیح کے راضی اور خوش کرنے کو کریں۔ اور اگر کوئی اُس کی رضامندی حاصل کرنے کا طریق پوچھے تو یہہ ہی کہ اُس کی رضامندی بغیر اُس کے حکم ماننے کے حاصل نہیں ہو سکتی اور اُس کا آخر حکم یہہ ہی کہ یسوع نے پاس آکر اُن سے یعنے اپنے شاگردوں سے کہا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا ہی اِس لئے تم جا کر سب قوموں کو باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے

بپتسمادے کے شاگرد کرو اور اُنہیں سکھلاؤ کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے اُن کو حکم دیا ہے اور دیکھو میں زمانہ کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں آمین +

اور اب تھوڑے دن ہوئے کہ ایک شخص نے مجھ سے یہہ سوال کیا کہ غیر قوموں میں منادی کرنے کو تم پر ایمان نے زیادہ تاثیر کی یا محبت نے اور اُس کے جواب میں مجھے پہلے بڑا تامل ہوا۔ اِس لئے کہ میں نے سمجھا کہ مجھ میں ایمان اور محبت دونوں کم ہیں۔ پھر اُسی سوچ میں مجھکو یہہ بات یاد آئی کہ جب میں مدرسہ میں علم الہٰی پڑھتا تھا تو ایک روز اِس سبب سے بہت بیدل ہوا کہ ابھی تک کوئی غیر قوموں میں منادی کرنے کو نہیں گیا اور نہ کوئی صورت ایسی نظر آتی ہے کہ میں جا سکوں کیونکہ اُن کا ملک بہت دُور اور اُس کی آب و ہوا خراب اور بیماری پیدا کرنے والی ہے۔ اُسی وقت خدا کا حکم آخیر گویا آسمان سے سیدھا میرے دل و ضمیر پر نازل ہوا اور وہ شک و شبہ اور راہ کے خوف و خطر اور آب و ہوا کی خرابی کا اندیشہ و خیال یک لخت میرے دل سے جاتا رہا۔ اور میں نے پکا ارادہ کیا کہ جو کچھ ہو سو ہو میں خداوند عیسیٰ مسیح کی رضامندی کے لئے اُس کے آخر حکم پر ضرور عمل کروں گا +

ایک دن رنگون کی کلیسیا کے ایک پاسبان کا ذکر اُس کلیسیا کے سامنے جس سے اُس کی پرورش ہوتی تھی اِس طرح پر کیا کہ وہ بڑا ذی علم اور ہوشیار اور برہما کے ایک بڑے فلسفی عالم کا شاگرد ہے جو ایک روز مقام رنگون میں منادی کرتے وقت میرے پاس آیا اور وہ رسالہ جس میں ابدی اور زندہ خدا کی ہستی کا بیان ہے دیکھکر مسیحی مذہب کی بابت مجھ سے بحث اور پوچھ پانچھ کی اور سب تحقیقات کے بعد آخر ایمان لایا اور

بپتسما لیا اور مسیح کے جلال پھیلانے میں نہایت دلسوزی اور سرگرمی سے مصروف رہا اور وہاں کے حاکم نے اس دین کے پھیلانے میں اُس کی مستعدی دیکھی تو اُسے گرفتار کرکے قتل کرنے چاہا پر وہ قتل ہونے سے پیشتر کسی طور سے نکل بھاگا اور وہان سے دور جاکر چھپا اور موقع پاکر خدا کے جلال پھیلانے میں کوشش کرتا رہا سو یہہ اُسی کا شاگرد ہے اور اُسی کی تعلیم اور ہدایت سے عیسائی ہوا اور اب رنگون کی کلیسیا کا پاسبان ہے جس کی پرورش آپ کی کلیسیا سے ہوتی ہے +

الغرض صاحب موصوف نو مہینے تک امریکہ میں رہا مگر اس خیال سے کہ ابھی برہما میں منادی کرنے والے بہت کم ہیں اُس کا دل وہاں کے جانے میں لگا رہا ہر دم برہما جانے کے موقع ہاتھ آنے کا منتظر رہتا۔ آخر ۱۸۴۸ء کو اپنی شادی کرکے معہ میم صاحبہ اور کئی خادمان دین کے برہما کو روانہ ہوا اور ماہ نومبر سنہ مذکور کو مول مین میں پہنچا وہاں کے دیسی عیسائی اُس کے آنے کی خبر پاکر بہت خوش ہوئے اور سب جمع ہو کر استقبال کے لئے جہاز پر آئے +

صاحب موصوف کے پیچھے اُس کے تینوں لڑکوں میں سے جنہیں یہان چھوڑ گیا تھا ایک لڑکا گذر گیا اُس کو مسیح کے حضور میں آرام کے ساتھ حاضر سمجھ کر نا امیدانہ رنج نہ کیا۔ اور کلیسیا کی خوشحالی سے کہ اُس کے پیچھے اُس میں کچھ خلل نہ آیا تھا بہت خوش ہوا۔ اور جب مول مین میں جہاں کلیسیا قایم تھی دیکھا کہ یہاں بہت عیسائی اور کئی ایک منادی کرنے والے ہیں اور رنگون کے عیسائی تتر بتر ہو گئے اور وہاں کوئی نہ رہا تو مول مین سے جاکر رنگون میں منادی شروع کی۔ مگر وہاں آب وہوا کی ناموافقتی اور

تھی چنانچہ ۱۸۳۲ء میں کچھ روپیہ اس لئے جمع کیا کہ یہودیوں کے درمیان میں ایک مسیحی عالم منادی کرنے کو بھیجا جائے مگر ہنوز اُس کی تدبیر نہیں ہوئی کہ اُس کا آخر وقت آپہنچا۔ اور اپنے مرنے سے دو ہفتہ پیشتر یہہ خوشخبری سُنی کہ ملک جرمن کے کئی ایک یہودی اُس کے حالات اور واقعات کے اخبار پڑھنے سے مسیح پر ایمان لائے۔ یہہ خبر سُنکر آنکھوں میں خوشی اور شکرگذاری کے آنسو بھر کر کہا کہ میں نے کبھی کسی چیز کے لئے بدل خدا سے دعا نہیں مانگی کہ اُس نے اُسکو سُنکر کسی نہ کسی طرح سے قبول نہ کیا ہو۔ بھائیو دیکھو کہ خدا نے جڈسن صاحب کو ایسی خوشی بخشی کہ اُس نے اٹھارہ برس کے بعد اپنی دعا اور محنت کا پھل یعنے یہودیوں کا مسیح پر ایمان لانا جس کے لئے اِس سے اٹھارہ برس پیشتر دعا اور محنت کی تھی اپنے مرنے سے دو ہفتہ پہلے دیکھ لیا۔ سچ ہی خدا کا یہہ وعدہ بے تغیر ہی (اگر تم مجھ میں قایم اور میری باتیں تم میں قایم ہووین تو جو چاہو گے مانگو گے اور تمہارے لئے وہی ہوگا) صاحب موصوف ہمیشہ اِس دنیا سے کوچ کرنے پر راضی اور خوش رہتا اب کہ وہ اپنی محنت اور کوشش کے پھل پانے پر ہوا ایسا بیمار پڑا کہ اُس کا انجام اُس کے جلال کے لئے ہو۔ اُس کے آخری دنوں کی کیفیت یہہ ہی کہ جبکہ امریکہ سے دوبارہ برہما میں آیا تو اُس کا دل مسیح کے جلال پھیلانے میں بہت لگا رہا اور اُس میں مسیحی فضیلتیں بہت ہی چمکیں۔ چنانچہ اُس کی گفتگو اور کام اور خطوط سے ایسا معلوم ہوا کہ گویا اُس کے دل پر آسمان سے روشنی نازل ہوئی کیونکہ اُس کی طبیعت آسمانی باتوں سے بہت خوش ہوتی اور جب کہیں کا سفر یا کسی بات کا ذکر یا کسی طرح کا معاملہ پیش آتا تو اُس کا نتیجہ روحانی خیالوں سے نکالتا۔ اور لوگوں سے برادرانہ سلوک کیا کرتا اور اکثر یہہ کہتا کہ جیسا عیسیٰ

مسیح نے ہمکو پیار کیا چاہیئے کہ ویسا ہی ہم ایک دوسرے کو پیار کریں۔ کیونکہ جب ہمکو عاقبت میں اُن کے ساتھ ابد تک رہنا ہی تو یہاں بھی کہ تھوڑے روز کا ساتھ ہی میل و محبّت سے رہیں۔ اور اکثر یہہ کہتا کہ مسیح کی محبّت کیسی بڑی ہی۔ ای مسیح کی محبّت ای مسیح کی محبّت اور خدا کی دانائی اور مہربانی پر ایسا بھروسا رکھتا کہ اُس کے ہر ایک انتظام سے یہی سمجھتا کہ اِس سے کسی نہ کسی طور سے خداوند عیسیٰ مسیح کا جلال اور اُس کے لوگوں کی بھلائی ظاہر ہوگی +

اور اکثر خدا کی شکر گذاری میں اپنے وقتوں کو خرچ کیا اور اِس بات پر امید قوی رکھی کہ آخر کو خداوند عیسیٰ مسیح کے جلال اور انجیل کو ضرور غلبہ ہوگا اور اُس کی بادشاہت سارے جہان میں قایم و مسلط ہوگی +

صاحب موصوف کی بیماری شروع ہونے کی حقیقت یہہ ہی کہ ایک رات کو اپنے ایک لڑکے کی خبر گیری کو اُٹھا اُس وقت کھڑکی کی راہ سے ایسی سرد ہوا لگ گئی کہ بیچین ہوگیا۔ اُس وقت وہ اُس کو خفیف صدمہ سمجھکر کچھ خیال میں نہ لایا مگر پیچھے سے وہ بیماری ایسی بڑھی کہ ڈاکٹروں نے سیر و ہوائے سمندر کے سوائے کوئی اَور تدبیر صحت کی نہ دیکھی اگرچہ اُس کے تمام بدن میں ایسا درد اُٹھتا کہ بیچین ہوجاتا پر اُس حالت میں بھی نہایت خوشی سے یہی کہتا کہ ای مسیح کی محبّت ای مسیح کی محبّت کیسی بڑی ہی۔ وہ موت سے کبھی نہیں ڈرا کیونکہ جو مسیح میں ہیں اُنہیں موت کا کیا خوف۔ چنانچہ ایک نے پوچھا کہ کیا تمہیں چنگا ہونے کی خواہش ہی تو کہا کہ ہاں اگر خدا کی مرضی ہو تو مجھے یہہ آرزو ہی کہ برہما کی لغت کو جس کے جمع کرنے میں بہت محنت کی ہی تمام کروں اور اُن تدبیروں کو جن کا ارادہ کیا انجام کو پہنچاؤں۔ میں اگرچہ اپنے کام سے تھکا نہیں تو بھی اگر مسیح مجھے بلاوے تو ایسی خوشی

سے اُس کی طرف دوڑوں جیسے لڑکا اسکول سے چھٹی پاکر خوشی سے دوڑتا جاتا ہی مجھے اپنی عاقبت بخیر ہونے پر کچھ شک نہیں اور جب یہہ پوچھا گیا کہ اگر جہاز پر چڑھنے سے تمکو موت آجائے تو کیا اُس کو ناگہانی نہ سمجھو گے تو کہا کہ مجھے ناگہانی موت کبھی نہ آئے گی۔ کیونکہ میں عیسیٰ مسیح میں ایسا مضبوط ہوں کہ مجھے موت ناگہاں نہ پکڑے گی جو اُس نے ابتک ایسی ملایمت اور دلسوزی سے میری رہبری کی تو بہشت کے دروازہ پر مجھے ہرگز نہ چھوڑے گا۔ اگر اُس کی مرضی ہو تو میں کئی برس تک جینے پر راضی ہوں اور نہ ہو تو ابھی مرنے پر خوشی سے تیار ہوں میں نے اپنے تئیں بالکل خدا کے سپرد کیا کہ وہ اپنی پاک مرضی کے موافق مجھ سے سلوک کرے۔ اور جب یہہ سُنا کہ دیسی عیسائی میرے جہاز پر سوار ہو کر جانے میں اِس خیال سے خوش نہیں ہیں کہ شاید وہاں مرجاؤں تو پہلے ذرا گھبرایا پھر یہہ سوچکر ظاہر کیا کہ اگر یہاں رہا تو مرجاؤں گا اور وہاں جانے سے عجب نہیں کہ چنگا ہو جاؤں سو مجھپر فرض ہی کہ اپنی زندگی محفوظ رکھنے میں کوشش کروں۔ اور اُس نے اِس خیال سے کہ میرے گذر جانے سے برہما کی کلیسیا اور گھر کے لوگوں کو بہت رنج و غم ہوگا اپنی صحت پانے کی تدبیر کرنی مناسب جانی۔ اگر اُس کو صرف اپنا ہی آرام منظور ہوتا تو مول مَین میں رہ کر دنیا سے گذر کر بہشت میں پہنچتا +

بالجملہ وہ یہانتک کمزور و ناتوان ہو گیا کہ کچھ بولنا اور سوچنا مشکل ہُوا تو سمندر کے سفر کی تیاری کی میم صاحبہ اُس کے ساتھ نہ جاسکتی تھی۔ صاحب کے دوستوں نے جہاز تک لیجا کر اُسے جہاز پر چڑھایا اور ایک اُن میں سے ساتھ ہُوا۔ اور کسی سبب سے جہاز کے چلنے میں دیری ہوئی تو برہما کے دو عیسائی جو صاحب موصوف کے شاگرد

اور بڑے دوست تھے اُس کے ملنے کو جہاز پر آئے اور اُس کی ناتوانی اور کمزوری دیکھکر سمجھے کہ صاحب جہاز پر مر جائیں گے تو سمندر میں پھینکے جائیں گے اور ہم اُن کی قبر نہ دیکھیں گے اور ہمارے درمیان میں دفن ہوں گے تو ہم اُن کی قبر کو دیکھکر اُن کی خوبیوں کو یاد کریں گے اس لئے جہاز پر سے اُتر آنے کے واسطے بہت کچھ کہا اور کوشش کی تو صاحب کے ہمراہی نے اُن کو یوں تسلّی دی کہ یہہ تو سمجھو کہ موسیٰ کی قبر کہاں پر ہے اور کون جانتا ہے؟ غرض کہ وہ جہاز سے نہ پھرا مگر سمندر کی ہوا اور سیر سے بھی کچھ فائدہ نہوا بلکہ جہاز کے لنگر اُٹھنے کے چار پانچ روز بعد بیماری زیادہ ہوگئی اور بدن میں ایسا درد اُٹھا کہ صاحب نے کہا کہ کاش میں ابھی مر جاتا اور فوراً بہشت میں پہنچتا جہاں کچھ درد نہیں۔ اور بعد اُس کے اپنے دوست سے کہا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم ایسے وقت میں میرے پاس ہو کہ یہاں کوئی اَور مسیح کا پیار کرنے والا نہ تھا جس کی صحبت سے مجھے تسلّی ہوتی۔ اُس وقت اُس دوست نے پوچھا کہ کیا آپ مسیح کو مدد کے لئے اپنے نزدیک سمجھتے ہیں؟ تو اُسے یہہ جواب دیا کہ ہاں مسیح کے سبب وہاں سب ٹھیک ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ مجھکو اُتنا ہی درد دکھہ دیتا ہے کہ مرنے کو تیار اور اُس کی مرضی پر راضی ہو جاؤں اور اِس کے بعد اُس کی بیماری بہت بڑھ گئی اور ایسا کمزور ہوگیا کہ بولنے کی طاقت تھوڑی رہی تو آخر کو زبان پر ہمامیں یہہ بات کہی کہ "وقت پورا ہوا میں جاتا ہوں" اور پھر مسیح میں ہو کے سو گیا۔ جو جہاز پر اُس کے ساتھ کے ایک مسیحی کے سوا کوئی اَور عیسائی نہ تھا اُس کا دفن موافق دستور کے کہ کچھ پڑھا اور گیت گایا جائے نہوا۔ لپیٹ کر سمندر میں ڈال دیا گیا اور اصل تو یہہ ہے کہ اُس کی قبر کو سمندر سے بہتر اور کوئی جگہہ نہ تھی کیونکہ جیسا

وہ بیمار پڑا تو اُس کے دوستوں نے امریکہ سے لکھا کہ تم چند روز کو یہاں آؤ تو آب وہوا کی تبدیلی سے تم کو صحت اور تمہارے دیکھنے سے ہم کو راحت ہو۔ پر اُن کو یہہ جواب لکھا کہ اب میں تندرست اور آپ لوگوں کے اشفاق کا شکرگذار ہوں اور اگرچہ آپ لوگوں کی ملاقات اور اُس جگہہ کے دیکھنے کا آرزومند ہوں جہاں میں پیدا ہوا اور جوانی میں رہا پر یہاں میرے تعلق بہت کام ہیں۔ اِس سبب سے یہاں تم سے ملنے میں معذور ہوں اور تمہارے ملنے کی امید بہشت پر موقوف رکھتا ہوں ✣

# دسواں باب

قوم کارن کے حالات میں جو نواح برہما میں رہتی ہے

یہہ لوگ برہما کی نواح میں خانہ بدوشوں کی مانند رہتے اور اُن کی بول چال اور ریت درسم برہما کے لوگون کی سی نہیں۔ اِن لوگوں کا مزاج بہت حلیم اور سلیم ہے لڑائی دنگا سے بہت پرہیز رکھتے ہٹھ دھرم اور حجتی بھی نہیں ہوتے۔ جو سُنتے اُس کو یقین کر کے مان لیتے ہیں پر اُن میں یہہ ایک عیب البتہ بہت بڑا ہے کہ اکثر نشہ باز اور سُست ہوتے اور بہتیرے رات دن نشہ میں چور اور دنیاوی کاروبار سے جو پرورش کا وسیلہ ہے دور رہتے ہیں ✣

جب منادی کرنے والے اُن کے درمیاں میں پہنچے اور اُنہیں خدا کا کلام سُنایا تو اُن کے دلوں پر بہت ہی اثر پیدا ہوا۔ چنانچہ کئی شخصوں نے مسیح کا اقرار کر کے بپتسما بھی لیا اور مسیحی خادم الدینوں نے وہاں یہہ ایک نئی بات نکالی کہ ابتک اُن لوگوں میں

سے بھلی معلوم ہوئی کہ اُس نے جو کچھ کیا خداوند عیسیٰ مسیح کے لئے کیا ✤

پس ہم سب کو چاہیئے کہ جب کسی محنت میں پڑیں تو خدا ہی کی طرف نگاہ رکھیں کیونکہ اِس میں جلد اپنے سفر کے انجام تک پہنچیں گے۔ اور اگرچہ ہمیں اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں تکلیف کھینچنی پڑے گی پر امید قوی ہے کہ وہاں پہنچنے کے بعد سب مصیبتوں سے چھوٹ کر ابدی آرام میں خوش رہیں گے جیسا کہ جڈسن صاحب اِسی خیال سے ہر ایک رنج و مصیبت کی حالت میں خوش رہا اور اپنے دوستوں سے اکثر آسمان کے جلال کی باتیں کیں۔ اور ہمیشہ یہہ کہتا رہا کہ جتنی دور و دراز و خطرناک راہ ہوگی اُتنا ہی اُس کے تمام ہو جانے کے بعد آرام میٹھا معلوم ہوگا۔ اور اکثر اپنے لڑکوں کو جو امریکہ میں تھے ایسا لکھا کہ مجھے امید ہے کہ تم عیسیٰ مسیح پر ایمان لاکر بہشت میں مجھ سے ملو گے۔ تم اپنے دل کو خداوند عیسیٰ مسیح کے سپرد کرنے میں دیر مت کرو۔ اگر کم فہم ٹھٹھے باز لڑکے تمہارے حال پر ہنسیں تو اُسے خیال میں نہ لانا۔ ہر حالت میں خداوند عیسیٰ مسیح کو ماننا اور کبھی اُس کی بندگی مت چھوڑنا ✤

## تیرھواں باب

جڈسن صاحب کی موت کے بیان میں

صاحب موصوف انجیل کی منادی کرنے اور مسیح کے جلال پھیلانے میں مشغول اور ہمیشہ اِسی تدبیر و تجویز میں مصروف رہا کہ ہر جگہہ میں خداوند عیسیٰ مسیح کا جلال ظاہر ہو۔ اُسے یہودیوں کو خداوند عیسیٰ مسیح کی طرف رجوع کرانے کی بڑی خواہش

مکان کی تنگی اور خرابی سے کہ ایک تنگ اور خراب جگہہ میں تھا بہت تکلیف اُٹھائی اور اُس کے سوا کھانے پینے کی چیزیں بھی اچھی نہ ملیں۔ اِس سبب صاحب و میم صاحبہ اور سب لڑکے بیمار ہو گئے صاحب تو ایسا بیمار پڑا کہ چھہ ہفتہ تک کچھہ کام نہ کر سکا۔ اور اُسی عرصہ میں مول مین کے مکان میں جہاں اپنا بہت سا اسباب چھوڑ گیا تھا آگ لگ گئی اور بہت عمدہ عمدہ چیزیں جو ولایت سے لایا تھا جل گئیں پر جو کہ اُس نے بار بار خدا کے انتظاموں کو دیکھکر سمجھہ لیا تھا کہ خدا جو کچھہ کرے گا اپنے لوگوں کے فائدے ہی کے لئے کرے گا۔ اُس خبر کو سُنکر کہا کہ خدا نے دیا خدا نے لیا خدا کے نام کو مبارک ✤

الغرض باوجود اِن تکلیفات کے سات مہینے تک وہاں پر ٹھہر کر منادی کرنے میں مصروف رہا اور اُس کی منادی کی تاثیر روز بروز بڑھتی گئی اور اُس کے پاس رات دن متلاشیوں اور دینی باتوں کے دریافت کرنے والوں کی بھیڑ لگی رہی۔ چنانچہ پھر وہاں پر کلیسیا کی بنیاد ڈالی پہلے اُس کلیسیا میں صرف بارہ آدمی شریک تھے اب اُن کا شمار تیس ۳۰ کو پہنچا۔ مگر افسوس کہ صاحب اور وہاں کی کلیسیا کو پھر وہاں کے حاکموں سے ایذا اور تکلیف پہنچنے لگی یہاں تک کہ اُن کے ظلم کے خوف سے کلیسیا کے لوگ سبت کے دن مشکل سے گرجا میں جمع ہوتے اور اُنہیں دنوں امریکہ سے یہہ خبر بھی پہنچی کہ جتنا خرچ برہما کے منادی کرنے والوں کے لئے ابتک مقرر رہا آیندہ سے اتنا نہ دیا جائے گا۔ اِس سبب سے صاحب اپنی گذر بخوبی نہ کر سکا۔ اِن سببوں سے رنگون چھوڑ کر مول مین کو آکر برہما کی لغت لکھنے میں مصروف ہُوا یہاں بھی ہر مہینے میں دو ایک شخص کلیسیا میں شریک ہوتے اور اکثر لوگ دین کی تحقیقات کیا کرتے۔ صاحب موصوف کو اپنی محنت و مشقت اِس سبب